ابنِ صفی

جلد نمبر 22

جاسوسی دنیا

70- جاپان کا فتنہ

71- دشمنوں کا شہر

جاسوسی دنیا

جلد نمبر 22

مکمل سیٹ

70	جاپان کا فتنہ
71	دشمنوں کا شہر

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام ، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلشر.........خالد سلطان

پرنٹر...........یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 70

جاپان کا فتنہ

(پہلا حصہ)

پیش رس

''جاپان کا فتنہ'' اور ''دشمنوں کا شہر'' میں پُراسرار مجرم ''ٹویوڈا'' سے ملئے۔ وہ ایک دلیر مجرم تھا۔ قانون کو چیلنج کر کے خود کو خطرے میں ڈالنا اور پھر اپنی بے پناہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ان خطرات سے نکل جانا اس کی تفریح تھی۔ وہ حقیقتاً عجیب تھا۔

''دشمنوں کا شہر'' میں وہ کٹی پرکنس کو ایک تحفہ بھیجتا ہے اور وہیں سے کہانی کی داغ بیل پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ فریدی کو چیلنج کرتا ہے۔ اپنی دانست میں وہ فریدی کو ذلیل کر رہا تھا۔ اس نے فریدی کو اطلاع دی تھی کہ وہ اُسے اسی طرح ذلیل کرتا رہے گا اور بالآخر ایک دن کسی

بے بس جانور کی طرح مار ڈالے گا لیکن آپ اس منظر کو کیا کہیں گے، جب فریدی ایک معمولی سے آدمی کے ہاتھوں ٹویوڈا کی مرمت کرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ان لوگوں کو ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتا جو اُسے ''حقیر'' سمجھتے ہیں۔ یورپ کا ہوّا ٹویوڈا بڑی بے بسی سے پٹ رہا تھا اور فریدی قریب کھڑا ہنس رہا تھا۔ مگر اس دلخوش منظر کے لئے اسے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔

قاسم سے بھی اس کہانی میں ملئے۔ وہ اپنی تمام تر حماقتوں سمیت آپ کو ایک ایسی لڑکی کے چکر میں نظر آئے گا جو اس کی تصویر دیکھ کر بُری طرح عاشق ہوگئی تھی۔ حمید قاسم کے سیکریٹری کے فرائض انجام دیتا ہے لیکن قاسم کو کبھی نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کون تھا جس نے اُسے ایک بڑی تباہی سے بچالیا تھا۔

آپ کو ایک بُرا آدمی ملے گا جو اچھا بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ دیکھیں گے کہ ایسے آدمیوں کی راہ میں کیسی دشواریاں آ کھڑی ہوتی ہیں لیکن وہ لوگ جو جدوجہد کرتے رہنے کے عادی ہیں پیچھے نہیں ہٹتے..... پیچھے ہٹنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، جو آدمی سمندر کا سینہ چیر سکتا ہے پہاڑوں کے دل ہلا سکتا ہے.....طوفان سے ٹکرا سکتا ہے کیا وہ اپنی کمزوریوں سے نہیں لڑسکتا۔ کیا وہ

اپنی خواہشات کا گلا نہیں گھونٹ سکتا۔ اگر اسے اپنی لامحدود قوتوں کا احساس ہو جائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ نادر ایک ایسا ہی کردار ہے۔ وہ بڑی پامردی سے حالات کا مقابلہ کر سکتا ہے اور بالآخر فتح اسی کی ہوتی ہے۔

ابنِ صفی

۱۶؍دسمبر ۱۹۵۷

اُلو یا گدھا

کٹی نے بار میں داخل ہو کر ایک بھاری جبڑے والے آدمی کے شانے پر ہاتھ مارا اور وہ کسی بھیڑیئے کی طرح غرا کر پلٹا مگر آن واحد میں اس کی جھلاہٹ غائب ہوگئی یہ اور بات ہے کہ کٹی اب بھی غصے میں بھری رہی ہو۔

''آج تو ہوا سے لڑ رہی ہو، بیٹھو۔ یہ اسکاچ بڑی نفیس ہے۔''

''کارٹر کہاں ہے۔'' کٹی نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

بھاری جبڑے والے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کرسی کی پشت سے ٹک گیا کٹی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ''مجھے شبہ ہے کہ تم نے اُسے قتل کر دیا ہے۔''

''اوہ.....کیا بکواس ہے۔ آہستہ بولو۔'' بھاری جبڑے والا میز پر جھک کر ادھر اُدھر دیکھتا ہوا بولا۔

''میں شہر کی لڑکیوں میں چیختی پھروں گی کہ تم کارٹر کے قاتل ہو۔''

''اُو لڑکی ہوش میں آ.....کارٹر میرا بہترین دوست ہے۔''

''دشمن آسمان سے نہیں ٹپکا کرتے اور نہ کسی دوسری دنیا کی مٹی سے بنائے جاتے ہیں۔''

''تم بہت زیادہ پڑھی لکھی ہوئی اس لئے زیادہ سوچتی ہو اور جو لوگ زیادہ سوچتے ہیں وہ عموماً چھوٹی ہی سی عمر میں سٹھیا جاتے ہیں۔''

''مجھے بتاؤ کارٹر کہاں ہے ورنہ میں پولیس کو اطلاع دے دوں گی۔''

''شوق سے دے دو۔'' بھاری جبڑے والے نے کہا۔ ''کارٹر جہنم میں ہے اور اس وقت وہ بھی اسکاچ ہی پی رہا ہوگا۔ تم میرا موڈ خراب نہ کرو۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔''

''ٹونی میں تمہیں دیکھ لوں گی۔ اگر تم نے اُسے قتل کر دیا ہوگا۔''

''اچھا یہ تو بتاؤ کہ میں اُسے قتل کیوں کرنے لگا۔''

''تم تفریحاً قتل کرتے ہو۔ تم یہ نہیں دیکھتے کہ کون تمہارا کتنا گہرا دوست ہے۔''

''میں تفریحاً قتل کرتا ہوں۔'' ٹونی مسکرایا۔ ''لیکن اس کے باوجود بھی تم مجھے اتنی دیر سے گالیاں دے رہی ہو۔''

''میں جانتی ہوں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔''

''آہا..... تمہارے ہاتھی جیسے عاشق کو قتل کر سکتا ہوں لیکن تم جیسی چوہیوں کو اپنے کان کترنے کی اجازت دے دوں گا۔ شائد تم نے بہت زیادہ پی لی ہے یا پھر تمہیں کئی دن سے نصیب ہی نہیں ہوئی۔''

یک بیک کٹی کے چہرے پر بہت زیادہ پریشانی کے آثار نظر آنے لگے اور اس نے رو دینے والی آواز میں کہا۔ ''خدا کے لئے مجھے پریشان نہ کرو۔ بتا دو۔''

''لڑکی..... میں بڑی سے بڑی قسم کھا سکتا ہوں کہ مجھے علم نہیں۔ پچھلے ہفتے سے وہ نہیں دکھائی دیا۔''

''پھر بتاؤ۔ میں کیا کروں! اُسے کہاں سے ڈھونڈوں۔''

''کب سے نہیں ملا۔''

''پرسوں سے۔''

''بس! واقعی تم پاگل ہوگئی ہو۔ ہم جیسے لوگ مہینوں کے لئے بھی غائب ہو سکتے ہیں۔ ابھی پچھلے ہی سال کی بات ہے کہ ہم دونوں تین ماہ تک غائب رہے تھے اگر ایسا نہ کرتے تو ہم میں سے ایک یقینی طور پر پھانسی پا چکا ہوتا۔ جاؤ..... اطمینان سے بیٹھو۔ میرا خیال ہے کہ اس نے کہیں لمبا ہاتھ مارا ہے۔''

''وہ ان دنوں بہت پریشان دکھائی دیتا رہا ہے۔'' کٹی بولی۔

''آہا تب تو پولیس اس کے پیچھے ہوگی۔ اُس میں بس یہی ایک بہت بڑی کمزوری ہے کہ وہ پولیس کی پرواہ کرتا ہے اور اپنے حلقے کے پولیس آفیسروں کے مکھن لگاتا رہتا ہے اس کے باوجود بھی بعض اوقات وہ اُسے نہیں بخشتے۔ میں کہتا ہوں آخر اتنا گرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔''

''تم جھوٹے ہو۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔''

''تم مجھ سے زیادہ نہیں جانتیں۔ عورتوں کے سامنے تو کیچوے بھی شیخیاں بگھارنے لگتے ہیں۔''

''تم اپنے دوست کے متعلق ایسی بُری رائے رکھتے ہو۔''

''سچی بات ہر حال میں کہی جاتی ہے۔''

''کبھی اُس کے منہ پر کہو۔''

''تم تو خواہ مخواہ لڑنے پر آمادہ ہو۔ اگر میرے دوست کی محبوبہ نہ ہوتیں تو بتاتا۔''

''کیا بتاتے۔''

''کچھ نہیں ختم کرو۔ غصہ تھوکو اور اسکاچ پیو۔''

''میں نہیں پیتی۔''

''اچھا تم نے اُس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تھی۔''

''اس نے کچھ نہیں بتایا۔''

''کہیں وہ کسی لڑکی کے چکر میں نہ ہو۔ ایسے مواقع پر بھی وہ بہت زیادہ پریشان رہتا ہے۔''

''اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔''

''وہ یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتا رہتا ہے کہ دیکھو ہاتھ آتی ہے یا نہیں۔''

''میرا مذاق مت اڑاؤ ٹونی۔''

ٹونی نے ایک ویٹر کو بلا کر دوسرا گلاس منگوایا۔

''تم پیو کٹی۔ اسکاچ ساری پریشانیاں رفع کر دیتی ہے۔ ایک گلاس تمہارے ذہن میں دس کارٹر پیدا کر دے گا۔ دوسرے گلاس پر تمہیں چاروں طرف کارٹر ہی کارٹر نظر آئیں گے۔''

کٹی کچھ نہ بولی۔ وہ اُسے گلاس میں شراب انڈیلتے دیکھتی رہی۔

''یہ لو۔ پہلے تم اپنا موڈ ٹھیک کرلو پھر میں تمہیں کارٹر کے متعلق بہت کچھ بتاؤں گا۔''

کٹی نے گلاس کو میز سے اٹھائے بغیر سر جھکا کر دو تین چسکیاں لیں اور سیدھی بیٹھ کر اپنا نچلا ہونٹ چوسنے لگی۔

ٹونی سگریٹ سلگا رہا تھا اُس نے دھوئیں کا کثیف بادل اگلتے ہوئے کہا۔ ''دنیا میں وہی آدمی خوش رہ سکتا ہے جسے صرف اپنی ذات سے محبت ہو۔''

''تم اس مسئلے پر مجھ سے بحث نہیں کرسکو گے۔'' کٹی فخریہ انداز میں بولی۔

''میں جانتا ہوں تم بہت پڑھی لکھی ہو مگر اُسے ہمیشہ یاد رکھنا کہ کارٹر کو پڑھے لکھے ہونے سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر ایک خارش زدہ کتیا بھی اُس کے لئے سکس اپیل رکھتی ہے تو وہ اُس کے لئے ضرور دم ہلائے گا..... علم..... ہنہہ۔''

''تم آخر مجھ سے اتنی بے تکی باتیں کیوں کر رہے ہو۔''

''میں تمہیں حقیقت سے آگاہ کر رہا ہوں کٹی پور کیٹ۔''

''خاموش رہو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔''

''وہ تم سے زیادہ حسین ہے بھولی لڑکی۔''

''کون۔''

''کوئی بہت امیر لڑکی۔ لیکن وہ تمہاری طرح یوریشین نہیں ہے بلکہ کسی خالص سفید نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ تصویر ہے تصویر..... لو اور لو۔''

اُس نے پھر اُس کے گلاس میں شراب انڈیل کر سائیفن سے سوڈے کی دھار ماری۔

''مجھے اُس کا پتہ بتاؤ۔''

''پتہ نہیں معلوم لیکن میں نے کارٹر کو پچھلے دنوں اُس کے ساتھ سی سائیڈ سوئمنگ کلب میں دیکھا تھا۔ اُف فوہ..... سرخ رنگ کے تیراکی کے لباس میں وہ شعلہ معلوم ہو رہی تھی اور کارٹر اس طرح اُس کے پیچھے دم ہلاتا پھر رہا تھا جیسے وہ سچ مچ اس کا بہت پرانا کتا ہو۔''

''بس کرو۔ ورنہ میں یہ گلاس تمہارے منہ پر کھینچ ماروں گی۔''

''ہاہا..... لیکن اس کے باوجود بھی تم کارٹر کو واپس نہ لاسکو گی۔ اب اُسے بھول جاؤ۔ تم اُس کے لئے پہلی لڑکی نہیں تھیں۔ مجھے دیکھو میں کتنا خوش رہتا ہوں۔ کتنا مگن رہتا ہوں، کیونکہ میں نے آج تک محبت کا روگ نہیں پالا۔ ہمارے پیشے کے لوگ عموماً محبت ہی کے چکر میں مارے جاتے ہیں۔''

''وہ صرف میرا پارٹنر ہے۔''

''وہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن تم اتنی پریشان کیوں ہو۔ تمہیں دوسرا پارٹنر بھی مل سکتا ہے۔''

''بیکار باتیں نہ کرو۔ وہ بہت چالاک ہے۔ اُس نے آج تک مجھ پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ خطرات میں وہ میری ڈھال بن جاتا ہے۔''

''تم جس کے ساتھ کام کرو گی وہی بنے گا۔ آؤ چلو آج آزمائش کے طور پر کچھ ہوجائے۔ میں کارٹر سے بھی زیادہ لمبے ہاتھ مارنے والوں میں سے ہوں اور میں تم جیسی خوبصورت لڑکیوں کی بھی آڑ نہیں لیتا لیکن اگر تم جیسی کوئی پارٹنر مل جائے تو مجھے بھی انکار نہ ہوگا۔ اس طرح ہمیں فائدہ ہی ہوگا نقصان نہیں۔''

''میں کارٹر کے علاوہ اور کسی کے ساتھ کام کرنا پسند نہیں کرتی۔''

''بس وہی محبت۔'' ٹونی حقارت سے ہنسا۔

''یہی سمجھ لو۔'' کٹی دانت پیس کر بولی۔ ''میں اُس کے علاوہ دنیا کے اور کسی مرد کو نہیں پسند کرسکتی سمجھے۔''

''حماقتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔'' ٹونی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور کرسی کی پشت سے

ٹک گیا۔

''اب میں جا رہی ہوں۔ تم کارٹر کے دوست ہرگز نہیں ہو۔ تم اس کے دشمن ہو۔ مجھے یقین ہے۔ اس کی روپوشی میں تمہارا ہی ہاتھ ہے۔ اچھی بات ہے۔ میں دیکھوں گی کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں۔''

''جاؤ.....!'' ٹونی بندروں کی طرح دانت نکال کر ہاتھ ہلاتا ہوا بولا۔

ھیویشام لاج کے ایک کمرے میں ایک نوجوان یوریشین بیٹھا خوفزدہ نظروں سے اس آدمی کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے متعلق یہ کہنا دشوار تھا کہ وہ کوئی مرد ہے یا عورت۔ کیونکہ اُس کے جسم پر سر سے پیروں تک سیاہ لبادہ تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ نظر آ رہے تھے۔ اُس کے ہاتھ میں چمڑے کا بڑا سا چابک تھا۔ دفعتاً اس نے یوریشین سے کہا۔ ''تم پھر خاموش ہو گئے۔''

اس کی آواز سے بھی اندازہ نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے یا مرد۔

''اُو..... اُو..... ہو۔'' یوریشین چونک کر کہنے لگا۔ ''میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھا ہوں۔ مجھے ایک گدھی نے جنا تھا اور ..... اور میرا باپ اُلو تھا۔ میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھی..... ارے ..... ہا.....!''

وہ اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا کیونکہ یک بیک سیاہ پوش کا چابک اس کی طرف لپکا تھا۔

''بھول جاتا ہے..... گدھے کے بچے۔'' سیاہ پوش نے اُسے ڈانٹا۔

''اب نہیں..... بھبھ ..... بھولوں گا۔'' یوریشین اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔ ''میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھا ہوں۔ مجھے ایک گدھی نے جنا تھا اور میرا باپ اُلو تھا۔''

''رک رک کر نہیں۔ تیزی سے کہو۔'' سیاہ پوش نے پھر چابک گھمایا اور جمی کارٹر نے بچنے کی کوشش میں چھلانگ لگائی پھر زمین پر پیر لگتے ہی وہ تیزی سے کہنے لگا۔

''میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھا ہوں۔ مجھے ایک گدھی نے جنا تھا اور میرا باپ اُلو تھا۔ میرا نام جمی کارٹر ہے۔ مجھے ایک گدھی.....!''

''پھر.....!'' چابک پھر لہرایا اور جمی کارٹر نے بچنے کے لئے پھر چھلانگ لگائی اور پھر بکنے لگا۔''میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھا ہوں۔ مجھے ایک گدھی نے جنا تھا اور میرا باپ اُلو تھا۔''

وہ اسی طرح یہ تینوں جملے تیزی سے دہراتا رہا لیکن ساتھ ہی وہ سیاہ پوش کے چابک کی طرف بھی دیکھے جا رہا تھا اور جب بھی اُس کی زبان لڑکھڑاتی چابک ضرور گھومتا لیکن ابھی تک ایک بار بھی چابک اُس کے جسم پر نہیں پڑ سکا تھا کارٹر کافی پھرتیلا معلوم ہوتا تھا۔

دفعتاً ایک جانب کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سی سفید فام لڑکی اندر داخل ہوئی لیکن پھر الٹے قدموں چلتے ہوئے دروازے میں جا رکی۔

اُس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ کارٹر اسکی طرف دیکھنے لگا لیکن وہ برابر کہے جا رہا تھا۔

''میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھا ہوں۔ مجھے ایک گدھی نے جنا تھا اور میرا باپ اُلو تھا۔''

وہ کہتا رہا اور ایک بار اُس کی زبان لڑکھڑا گئی۔ نظر لڑکی پر تھی اس لئے اس بار چابک اس کے جسم پر پڑ ہی گیا اور وہ کسی جانور کی طرح چیختا ہوا سیاہ پوش کی طرف جھپٹا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اچھل کو دیوار سے جا ٹکرایا کیونکہ نقاب پوش کے بائیں ہاتھ سے چنگاریاں سی نکلی تھیں۔

اب وہ زمین پر پڑا اپنے جسم کے مختلف حصوں کو بالکل اسی طرح مل رہا تھا جیسے وہ چنگاریاں وہاں چمٹ کر رہ گئی ہوں۔

''چلو کہتے رہو۔'' سیاہ پوش غرایا اور کارٹر کراہتا ہوا وہی تینوں جملے دہرانے لگا۔ لڑکی جہاں تھی وہیں کھڑی رہی لیکن اب بھی اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہی تھی۔

کارٹر زمین پر پڑا چیختا رہا اور وہیں تینوں جملے دہراتا رہا۔ لڑکی مسکراتی رہی اور سیاہ پوش کا چابک خلاء میں گردش کرتا رہا۔

پھر اچانک لڑکی نے سیاہ پوش کو کسی قسم کا اشارہ کیا اور وہ چابک والا ہاتھ روک کر چابک کو اپنی کلائی میں لپیٹنے لگا۔

اس کے بعد جمی کارٹر نے اُسے اس کمرے سے جاتے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ اُس کے چہرے سے شدید قسم کی تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا۔

لڑکی کو کارٹر نے بُرا سا منہ بنا کر دیکھا۔

"مجھے افسوس ہے۔" لڑکی آہستہ سے بولی۔ "وہ میرے عاشقوں کے ساتھ یہی سلوک کرتا ہے۔"

یک بیک جمی کارٹر اٹھ بیٹھا۔ وہ قہر آلود نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ دانت پیس کر کسی سانپ کی طرح پھپھکارا۔ "میں اس وقت بے بس ہوں۔ میں جمی کارٹر..... لیکن یہ مت بھولو کہ جیسے ہی مجھے موقعہ ملا.....!"

"اوہ..... جمی ڈیئر..... خدا کے لئے مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان سب حرکتوں کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔"

"نہیں! تم تو صرف عشق کرنا جانتی ہو۔"

"اُف فوہ..... میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔"

"پھر اُسی طرح مسکراؤ جیسے کچھ دیر پہلے مسکرا رہی تھی۔ سب کچھ میری سمجھ میں آجائے گا۔"

"بس! اب بہت مشکل ہے کہ میری طرف سے تمہاری بدگمانی رفع ہو سکے۔"

"نہیں کوشش کرو رفع کرنے کی۔"

"اچھا جمی یہ بتاؤ۔ کیا میں تمہیں یہاں لائی تھی۔ کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ اس عمارت میں قدم رکھو۔ پچھلی رات تم چوروں کی طرح یہاں داخل ہوئے تھے لہٰذا ایک چور ہی کی طرح پکڑ لئے گئے۔"

"اوہ..... تو مجھے پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہوتا۔ یہ سب کیا ہے وہ اُلو کی پٹھی یا پٹھا کون ہے۔"

"وہ اُلو کا پٹھا ہی ہے پٹھی نہیں۔" لڑکی مسکرا کر بولی۔ "میں نے بھی آج تک اس کی شکل

نہیں دیکھی۔"

"وہ کیا چاہتا ہے۔"

"میں کیا بتا سکتی ہوں۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ میں خود کس چکر میں پھنسی ہوئی ہوں۔"

"مگر تم میری طرح قید تو نہیں ہو۔"

"نہیں ہوں۔ ٹھیک ہے۔ مگر میں جاؤں کہاں۔ اس ٹھکانے کے علاوہ اور کوئی ٹھکانہ بھی تو نہیں ہے۔ میں نہیں جانتی ہوں کہ میں کون ہوں۔ کیا ہوں اور میرا مقصد کیا ہے۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"کیا تم بتا سکو گے کہ تمہارے والدین کون تھے۔"

"یقیناً بتا سکوں گا۔"

"لیکن میں نہیں بتا سکتی کیونکہ جب سے ہوش سنبھالا ہے یہی سیاہ پوش بھوت آنکھوں کے سامنے رہا ہے اور چابکوں کی شائیں شائیں سنتی رہی ہوں۔"

"یہ کیوں نہیں کہتیں کہ تم اسی بھوت کی صاحبزادی سفید چڑیل ہو۔"

"شوق سے گالیاں دو لیکن میں وثوق سے نہیں کہہ سکتی کہ وہ میرا باپ ہی ہے۔ کیونکہ اس نے اس مسئلے پر کبھی گفتگو نہیں کی بلکہ اس مسئلے وہ زبان کھولنے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ مجھ جیسی دو لڑکیاں اور بھی ہیں اور ان کے عاشق بھی اسی طرح آ پھنسے ہیں۔ چابک کھاتے ہیں اور اپنی زبان سے اعتراف کرتے ہیں کہ وہ گدھی کے بچے اور اُلو کے پٹھے ہیں۔"

جمی کارٹر اپنے بال مٹھی میں جکڑنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ "میں سمجھتا ہوں تم لوگ چاہتے ہو کہ میں پاگل ہو جاؤں۔"

"جمی! تم پہلے ہی پاگل تھے۔ میں نے نہ تم سے دوستی کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی نہ دوستی ہو جانے کے بعد میں نے تمہیں اپنا پتہ بتایا تھا۔ نہ کبھی تمہیں کسی قسم کی دعوت دی تھی۔ تم خود ہی آئے اور پھنس گئے۔ میں جانتی تھی کہ اگر تم نے کبھی ادھر کا رخ کیا تو تمہیں بھی چابک کھا کھا کر اپنے گدھی کے بچے اور اُلو کے پٹھے ہونے کا اعلان کرنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ

میں نے تمہارے پوچھنے کے باوجود بھی اپنا پتہ نہیں بتایا تھا۔"

"مگر تم بار بار میرے سامنے کیوں آتی تھیں۔"

"کیا اس لئے آتی تھی کہ تم مجھ سے عشق کرنے لگو اور میں کیا کرتی۔ جب میں نے دیکھا کہ تم میرے قریب آنے کی کوشش کر رہے ہو تو میں نے تم سے بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن تم نہ مانے۔ تم نے مجھے دھوکے میں رکھ کر میرا پتہ معلوم کیا اور پچھلی رات یہاں آ ٹپکے۔ مگر تم چوروں کی طرح کیوں آئے تھے؟"

"بس یہ دیکھنے چلا آیا تھا کہ تم سوتے میں کیسی لگتی ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ کوئی شریف آدمی تو اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"تو میں نے کب کہا ہے کہ میں شریف آدمی ہوں۔"

"نہیں ہو۔" لڑکی نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"سبھوں کو ایک دن اس کا مزہ چکھاؤں گا۔"

"خدا جانے۔" لڑکی نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اب تک تم جیسے سینکڑوں دیکھ چکی ہوں۔ وہ بھی اسی طرح مار کھاتے تھے اور بعد میں اینڈتے تھے۔ مگر آج وہی اس کے غلام ہیں۔ اس کے بوٹ چاٹتے ہیں۔ اس کے سامنے آ کر اب بھی اعتراف کرتے ہیں وہ گدھی کے جنے اور اُلو کے پٹھے ہیں۔"

"مگر تم کس کی پٹھی ہو۔" جی کارٹر نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ میں صرف اپنی پٹھی ہوں کیونکہ میں نے آج تک چابک نہیں کھائے اور نہ مجھ سے اعتراف کرایا گیا ہے کہ میں گدھی کی بچی ہوں۔"

"تم کس ملک سے تعلق رکھتی ہو۔"

"میں یہ بھی نہیں جانتی۔ بس انگریزی ہی بولتی ہوں انگریزی ہی لکھ پڑھ سکتی ہوں۔"

"مگر وہ کالا بھوت تو لہجے سے انگریز نہیں معلوم ہوتا۔"

"پتہ نہیں۔ اچھا اب میں جا رہی ہوں۔ تم خوش رہنے کی کوشش کرو۔"

جواب میں جمی کارٹر کی زبان نہ جانے کیا کیا اگلنے لگی۔ لیکن لڑکی تو جا چکی تھی۔

بدحواسی

ملازم نے لیڈی شمشاد کی آمد کی اطلاع دی تھی۔ کرنل فریدی حمید اور نیلم کو جھگڑتے چھوڑ کر اٹھ گیا تھا۔ اُن دونوں میں کافی دیر سے اس بات پر جھگڑا ہو رہا تھا کہ نیلم حمید کو بابا کیوں کہتی ہے۔ حمید کو سچ مچ غصہ آ گیا تھا اور نیلم اُسے برابر کہے جا رہی تھی۔

''پھر میں تمہیں کیا کہہ کر مخاطب کروں۔''

''ارے تو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔''

''واہ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں تم سے اتنی محبت کرتی ہوں میرے پیارے بابا جی۔''

''او..... مردود اب تم بابا کے ساتھ جی بھی لگاؤ گی۔ خدا تمہیں غارت کرے۔'' حمید اپنی پیشانی پر دونوں ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

اور پھر وہ وہاں سے اٹھ ہی گیا۔ نیلم اُس کے لئے ایک مستقل عذاب بن کر رہ گئی تھی لیکن مصیبت تو یہ تھی کہ کبھی کبھی اس کی شرارتوں پر پیار بھی آتا تھا۔

وہ سیدھا ڈرائنگ روم کی طرف آیا لیکن وہ جانتا تھا کہ لیڈی شمشاد ایک بوڑھی عورت ہے۔ دراز قد اور بھاری جسم والی۔ اور زیادہ تر ساری میں رہتی ہے۔ بال گو زیادہ گھنے نہیں ہیں لیکن پھر بھی وہ انہیں آئے دن نت نئی شکلیں دیتی رہتی ہے اور اُسے یہ بھی یاد آیا کہ گفتگو کرتے وقت وہ ناک سے اس قسم کی آوازیں نکالنے لگتی ہے جیسے سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی ہو۔

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور لیڈی شمشاد کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

فریدی نے مڑ کر دیکھا اور پھر اس سے بولا۔ ''آپ اپنا بیان جاری رکھئے۔ یہ میرے اسسٹنٹ کیپٹن حمید ہیں اور ہر وہ بات ان کے علم میں لائی جا سکتی ہے جو میرے لئے مخصوص ہو۔''

''اوہ..... اچھا اچھا'' لیڈی شمشاد حمید کو اپنے لئے جھکتے دیکھ کر مسکرائی۔ ''مگر بیٹے مصیبت تو یہ ہے کہ وہ بات مجھے بھی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔ تم نہ جانے کیا سوچو۔''

''میں کوئی غلط بات نہیں سوچوں گا۔ مجھ پر اعتماد کیجئے۔''

''میرے خدا.....!'' لیڈی شمشاد اپنی پیشانی رگڑتی ہوئی بولی۔ ''زبان نہیں کھلتی۔ بچوں کی سی باتیں۔''

''مجھے آئے دن ایسی باتوں سے الجھنا پڑتا ہے جن کی دوسروں کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن وہ انتہائی اہم ثابت ہوئی ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ بھی کوئی ایسی ہی بات ہو۔''

لیڈی شمشاد تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔ ''تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات ہے ایک رات میں نے سر شمشاد کی پشت پر کچھ لکھا ہوا دیکھا۔ قریب سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ کسی ربر اسٹامپ کا امپریشن تھا اور وہ تحریر.....!''

لیڈی شمشاد خاموش ہوگئی۔ لیکن اب فریدی کے انداز سے بھی لاپرواہی سی ظاہر ہونے لگی تھی۔ حمید جانتا تھا کہ فریدی پوری بات سننے کا متمنی ہے لیکن لاپروائی ظاہر کئے بغیر وقت کی بچت اس کی دانست میں ناممکن تھی۔ وہ ایسے مواقع پر عموماً یہی کرتا تھا۔

آخر لیڈی شمشاد خود ہی بولی ''وہ ایک مضحکہ خیز تحریر تھی بیٹے۔''

لیکن فریدی نے اب بھی اشتیاق ظاہر نہ کیا۔

''تحریر تھی۔ تم اُلو ہو۔'' لیڈی شمشاد نے کہا اور حمید اس طرح اچھل پڑا جیسے صوفے کے کسی اسپرنگ نے اپنی جگہ چھوڑ دی ہو۔

لیکن فریدی نے ذرہ برابر بھی حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

''آپ کہتی چلئے۔'' اُس نے کہا۔

''میں نے سر شمشاد کو کوٹ اتارنے کو کہا۔ پھر جب انہوں نے وہ تحریر دیکھی تو انہیں بہت غصہ آیا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ اُن کے کسی بے تکلف دوست کی حرکت تھی۔ مگر ظاہر ہے اس عمر میں ایسی غیر سنجیدگی انہیں بہت گراں گذری ہوگی۔ وہ کافی دیر تک بڑبڑاتے رہے پتہ نہیں باہر

کتنے آدمیوں کی نظریں اس پر پڑی ہوں گی اور انہوں نے کیا سوچا ہوگا۔ یہ چیز اُن کے لئے بڑی پریشان کن تھی۔ خیر بات رفع دفع ہوگئی لیکن ایک ہفتہ بعد پھر وہی تحریر ان کی پشت پر نظر آئی اور میں نے پھر انہیں ٹوکا۔ مگر اس بار نہ تو انہیں غصہ آیا اور نہ انہوں نے اپنے دوستوں کو بُرا بھلا کہا بلکہ میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت زیادہ خائف نظر آنے لگے تھے۔ میں نے پوچھا کہ ایسی حرکت کرنے والا کون ہوسکتا ہے لیکن وہ الٹی سیدھی باتیں کر کے سونے کے لئے چلے گئے۔ دوسری صبح ان کا چہرہ بہت زیادہ اُترا ہوا تھا۔ پھر میں انہیں روز بروز اور زیادہ پریشان دیکھتی رہی۔ پھر ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ میں نے ان کی پشت پر لکھا ہوا دیکھا۔ تم اُلو نہیں ہو۔ انہوں نے بھی اُسے دیکھا اور یک بیک ان کی آنکھوں میں بشاشت نظر آنے لگی اور اب اُن کی حالت بہت ابتر ہو چکی ہے۔ وزن گھٹ گیا ہے۔ آنکھوں کے گرد حلقے نظر آنے لگے ہیں۔

''اُلو نہ ہونے کے باوجود بھی۔'' حمید بول پڑا۔ پھر یک بیک سنبھالا لے کر بولا۔ ''میرا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے تیسری بار کی تحریر نے اُن پر اچھا اثر ڈالا تھا۔''

''ہاں! لیکن وہ اثر وقتی تھا۔ اب وہ روز بروز زیادہ پریشان نظر آنے لگے ہیں۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ برابر گھلتے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتاتے۔''

''آپ اس سلسلے میں ان کے دوستوں سے بھی ملی ہوں گی۔''

''ہرگز نہیں۔ وہ اکثر مجھ سے کہتے رہتے ہیں کہ میں اس کا تذکرہ کسی سے بھی نہ کروں۔''

''اُوہ.....!''

''اب تم بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ تم سے اس کا تذکرہ ضرور کروں۔ ہمارے خاندانی تعلقات.....!''

''اوہ.....جی ہاں۔ میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کرسکتا ہوں۔ مگر کیا یہ حقیقت ہے کہ آپ نے اس کا تذکرہ ہمارے علاوہ اور کسی سے نہیں کیا۔''

''تم پہلے آدمی ہو۔''

''پہلی بار جب یہ تحریر نظر آئی تھی تو وہ خوفزدہ تھے۔''

''نہیں ہرگز نہیں۔ انہیں اس پر بے حد غصہ آیا تھا اور وہ کافی دیر تک محض شبے کی بناء پر اپنے بعض دوستوں کو بُرا بھلا کہتے رہے تھے۔ خوفزدہ تو وہ دوسری بار نظر آئے تھے۔ بہت زیادہ اور انہوں نے مجھ سے اوٹ پٹانگ باتیں کی تھیں۔''

''مثلاً.....!''

''مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ باتیں بے ربط سی تھیں۔ مثال کے طور پر دنیا بڑی واہیات جگہ ہے جہاں کوئی بھی چین سے نہیں رہ سکتا۔ کوئی چیز ڈھال نہیں بن سکتی۔ تم کسی ذی عزت آدمی کو سڑک پر پانچ جوتے مارو۔ تمہارا کچھ نہ بگڑے گا۔ لعنت ہے، لعنت ہے آدمی کتنا بے بس ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر انہوں نے کہا تھا میرا موڈ خراب ہے۔ اب میں سونا چاہتا ہوں۔ پھر وہ اپنی خواب گاہ میں چلے گئے تھے۔''

''تیسری تحریر پر وہ کچھ دیر تک خوش نظر آئے تھے اور اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئے تھے کچھ بولے ہی نہیں۔ میں نے لاکھ پوچھا۔''

''کیا حال میں کسی سے اُن کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔''

''میری دانست میں تو نہیں۔''

''تو آج کل وہ بہت زیادہ پریشان رہتے ہیں۔''

''یہی کہنا چاہئے۔''

''آج کل اُن کے مشاغل کیا ہیں۔''

''کچھ بھی نہیں۔ زیادہ تر گھر پر رہتے ہیں۔ ویسے دن میں عموماً ایک بار ہر کارخانے کا چکر ضرور لگاتے تھے۔ مگر اب کئی دن ہو جاتے ہیں وہ گھر سے باہر بھی نہیں نکلتے۔ ملاقات کے لئے آنے والوں سے کہلوا دیتے ہیں کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہیں۔''

''ان کے دوستوں میں سب سے زیادہ چالاک آدمی کون ہے۔''

''لیڈی شمشاد اس طرح فریدی کو دیکھنے لگی جیسے اُس نے یہ سوال کسی غیر ملکی کے لئے ناقابل فہم زبان میں کیا ہو۔ لیکن فریدی نے اپنا جملہ دہرایا نہیں۔''

''میں نہیں سمجھی۔'' لیڈی شمشاد نے کچھ دیر بعد آہستہ سے کہا۔

''چالاک آدمی.....اُن کا کوئی بہت زیادہ چالاک دوست۔''

''اُن کے دوستوں میں سبھی ذہین ہیں۔ اگر چالاکی سے مراد ذہانت ہے تو آپ سبھوں کو بہت زیادہ چالاک پائیں گے۔''

''لفظ چالاک اچھے معنوں میں کبھی استعمال نہیں ہوتا۔''

''نہیں! مجھے افسوس ہے کہ میں ایسے کسی آدمی سے واقف نہیں ہوں۔''

''خیر اچھا..... میں کوشش کروں گا کہ اُن کی پریشانی کی وجہ معلوم ہو جائے۔''

لیڈی شمشاد جتنی دیر بھی بیٹھی اس کے متعلق گفتگو کرتی رہی اور اُس کے جانے کے بعد کیپٹن حمید نے ہنسنا شروع کر دیا۔ لیکن فریدی کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ بھی نہیں دکھائی دی۔ وہ فکرمند نظر آنے لگا تھا۔

جمی کارٹر نے ہیویشام لاج سے نکل بھاگنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا کیونکہ کمپاؤنڈ میں چار بہترین قسم کے بلڈ ہاؤنڈ اُس کے پرتپاک استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہ اس عمارت کے عقبی حصے کو راہ فرار بنانا چاہتا تھا۔

ابھی صرف آٹھ ہی بجے تھے لیکن سردیوں کا زمانہ تھا۔ اس لئے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے آدھی رات گذر چکی ہو۔ عمارت میں بھی خلاف معمول سناٹا تھا۔ ایسا سناٹا جیسے یا تو اس کے مکین سو گئے ہوں یا پوری عمارت ہی خالی پڑی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ کارٹر کے ذہن میں بھاگ نکلنے کا خیال کلبلایا تھا۔ مگر وہ کتے۔ جو بلائے بے درماں کی طرح عمارت کے چاروں طرف چکراتے پھر رہے تھے۔

وہ تھک ہار کر اپنے کمرے کی طرف واپس آیا لیکن کمرے میں قدم رکھتے ہی سارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ سیاہ پوش خبیث کمرے کے وسط میں کھڑا چابک گھما رہا تھا۔

کارٹر کے حلق سے چند بے ہنگم سی آوازیں نکلیں اور وہ کہنے لگا۔ ''میرا نام جمی کارٹر ہے۔ میں گدھا ہوں مجھے ایک گدھی نے جنا تھا اور میرا باپ اُلو تھا۔ میرا نام.....!''

''خاموش رہو۔'' سیاہ پوش غرایا۔

کارٹر خاموش ہو گیا اور سیاہ پوش نے کہا۔ ''تم انتہائی کوشش کرو تب بھی یہاں سے نہیں نکل سکتے۔''

اس نے جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی چابک ہلایا تھا مگر کارٹر نے بڑی پھرتی سے اس کا وار خالی دے کر پھر وہی بکواس شروع کر دی تھی۔

''خاموش رہو۔'' وہ پھر غرایا۔ ''اگر تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ اس وقت سوا آٹھ بجے ہیں لیکن تم ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے یہاں واپس آ جاؤ گے۔''

کارٹر نے ایک طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ میں ضرور واپس آؤں گا۔ خبیث کی اولاد۔ لیکن میری واپسی تمہارا بیڑا غرق کر دے گی۔

''میں واپس آ جاؤں گا۔'' کارٹر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''آنا ہی پڑے گا..... جاؤ۔''

''مگر باہر کتے۔''

''میں انہیں بلا لوں گا۔''

کارٹر کمرے سے نکل آیا۔ وہ صدر دروازے کیطرف جا رہا تھا۔ مگر وہ یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ کہیں وہ بھی کسی قسم کا پاگل پن ہی نہ کر رہا ہو کیونکہ وہ اس سیاہ پوش کو صحیح الدماغ نہیں سمجھتا تھا۔

جیسے ہی اُس نے صدر دروازے سے باہر قدم رکھا کتے بھاگتے ہوئے دوسری طرف چلے گئے۔ عمارت کے بائیں بازو سے سیٹی کی آواز آئی تھی۔ کارٹر گویا ہوا میں اڑتا ہوا پھاٹک تک پہنچا۔ اُسے نہیں معلوم کہ پورچ سے پھاٹک تک کا راستہ کیسے طے ہوا تھا۔

اور پھر سڑک پر پہنچ کر تو وہ اس طرح دوڑنے لگا جیسے ملک الموت تعاقب کررہا ہو۔ راہگیر اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اگر اس وقت ایک بچہ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑتا تو لوگ یہی سمجھتے کہ وہ کچھ چُرا کر بھاگا ہے اور کارٹر کو جان بچانا مشکل ہوجاتا۔

ڈریک روڈ سے گوہن اسٹریٹ میں مڑتے وقت اُس کی رفتار بھی سست ہوگئی اور اُسے اپنی مضحکہ خیز پوزیشن کا بھی احساس ہوا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اسے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی جیل کی بہت اونچی دیوار سے کودنے کے بعد بھی اپنے ہاتھ پیر بچالے گیا ہو۔

گوہن اسٹریٹ سے نکلتے ہی گرینج بار سامنے پڑا اور وہ خبط الحواس کی طرح اُسی میں داخل ہوگیا۔ ویسے گرینج بار اُس کے لئے کوئی نئی جگہ بھی نہیں تھی۔ وہ اکثر پہلے بھی اپنے احباب کے ساتھ یہاں راتیں گذار چکا تھا اور اس وقت بھی اُسے توقع تھی کہ اُس کا کوئی نہ کوئی دوست یہاں ضرور موجود ہوگا۔

بار میں تقریباً ساری میزیں گھری ہوئی تھیں لیکن کارٹر کو مایوسی نہیں ہوئی۔ اس کا ایک پرانا ساتھی ٹونی ایڈونٹر وہاں موجود تھا۔ جیسے ہی ٹونی کی نظر اُس پر پڑی اس کا منہ کھل گیا لیکن پھر ایک خفیف سی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر دکھائی دی۔

کارٹر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ٹونی اپنی میز پر تنہا تھا مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی کا منتظر رہا ہو اور کارٹر کی آمد اُسے گراں گذری ہو۔

وہ اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا لیکن کارٹر نے اُس سے کچھ کہے بغیر سب سے پہلے ایک ویٹر کو بلا کر گلاس طلب کیا اور پھر ٹونی کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے بولا۔ ’’میں تم میں کسی قسم کی تبدیلی محسوس کررہا ہوں۔‘‘

’’اور میں یہ محسوس کررہا ہوں کہ تم بہت کچھ کھو چکے ہو۔‘‘ ٹونی نے اُس کے گلاس میں شراب انڈیل کر سائیفن سے سوڈے کی دھار مارتے ہوئے کہا۔ ’’تم آخر اتنے دنوں سے تھے کہاں!‘‘

’’میں..... اوہ.....!‘‘ دفعتاً کارٹر خاموش ہوگیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ٹونی کو کیا بتائے کیا وہ اُسے یہ بتا دیتا کہ ایک گمنام آدمی نے اُسے چوہے دان میں بند کررکھا تھا اور وہ کسی بے بس اور

یتیم بچے کی طرح اس کی زیادتیوں پر بلبلاتا اور سسکیاں لیتا تھا؟ اس نے سوچا کہ وہ اپنے ہم چشموں سے اس کا تذکرہ نہیں کر سکے گا۔ کبھی نہیں۔ اُس پُراسرار آدمی سے نپٹنے کے لئے اُسے کوئی دوسرا ہی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔

''میں شہر میں نہیں تھا۔'' اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔ ''مگر میں کیا کھو چکا ہوں۔''

''بہت کچھ۔'' ٹونی نے ایک طویل سانس لی اور کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ وہ کارٹر کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

''مجھ سے پہیلیوں میں بات نہ کرو۔ ہوسکتا ہے میں جوئے میں کچھ ہار گیا ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے اور کچھ نہیں کھویا۔''

''ہوسکتا ہے۔'' ٹونی نے کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

''لیکن میں تم میں بھی بڑی تبدیلیاں محسوس کر رہا ہوں۔'' کارٹر بولا۔

''یہ بھی ممکن ہے۔'' ٹونی نے پھر ایک لمبی سانس لی اور سیدھا بیٹھ کر اپنے گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔

''کیا میں یہاں سے اٹھ جاؤں۔'' کارٹر جھلا کر بولا۔

''کیوں؟''

''تمہارے رویئے سے یہی ظاہر ہوتا ہے مگر میں اس تبدیلی کی وجہ ضرور پوچھوں گا۔ کیا ہمارے درمیان کبھی کسی قسم کے تکلفات بھی روا رہے ہیں۔''

''اس کی وجہ میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔'' ٹونی مسکرایا۔ ''وجہ یہ ہے کہ ہمارا پیشہ اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ ہم اپنی ہم پیشہ عورتوں کے علاوہ کسی اور قسم کی عورتوں سے بھی تعلق رکھیں۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''اب یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔''

''اچھی بات ہے۔'' کارٹر میز پر دونوں ہاتھ ٹیک کر اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

''میں سمجھنا بھی نہیں چاہتا۔''

ٹھیک اُسی وقت کٹی تیر کی طرح اُن کی میز کی طرف آئی۔

''اوہ تم بھی..... کہاں تھے۔'' وہ آتے ہی بولی۔

''آہا..... کٹی ..... ہاؤ ڈو یو ڈو۔'' کارٹر اٹھتا ہوا بولا۔

''بیٹھو جمی۔ میرے خدا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم سالہا سال بعد ملے ہوں۔''

''تم بھی یہی محسوس کر رہی ہو نا۔'' ٹونی چہک کر بولا۔

''کیوں؟'' کٹی اُسے گھورنے لگی اور وہ گڑبڑا کر بولا۔ ''مطلب یہ کہ جمی کچھ بدلا بدلا سا نظر آتا ہے۔''

''بس خاموش رہو۔'' کارٹر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور ٹونی ہنسنے لگا۔

''ہاں تم کہاں تھے؟'' کٹی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ اس پر کارٹر نے اُسے ایک فرضی داستان سنائی کہ وہ کس طرح ایک مالدار جواری کا تعاقب کرتا ہوا نصیر آباد تک گیا تھا اور اُسے لوٹنے کی کوشش کی لیکن خود ہی بُری طرح لٹ گیا تھا۔ اُسے توقع تھی کہ وہ شاپنگ کر کے اس جواری کا دیوالہ نکال دے گا لیکن خود ہی اس طرح ہارتا چلا گیا کہ آخر کار اُس کی جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہ رہ گئی۔ بغیر پیسوں کے واپسی ناممکن تھی کیونکہ وہ ٹرین میں بغیر ٹکٹ سفر کرتے ہوئے پکڑے جانا پسند نہیں کرتا۔ پھر اتفاق سے ایک دن ایک شناسا وہاں مل گیا۔ اس سے کچھ روپے قرض لینے کے بعد واپسی ہوئی۔ ٹونی کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اُسے اس کہانی پر یقین نہیں آیا۔ کارٹر نے اُسے محسوس کیا اور اپنا سا منہ بنا کر دوسروں کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر وہ تقریباً گیارہ بجے تک وہاں بیٹھا رہا۔ جب کلاک نے گیارہ بجائے تو وہ کچھ بے چین سا نظر آنے لگا۔ سیاہ پوش نے بڑے وثوق کے ساتھ کہا تھا کہ ہر حال میں واپس آنا پڑے گا لیکن کارٹر نے اپنے بچاؤ کے لئے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ وہ کٹی کی باتوں میں الجھا رہا تھا، جو اُسے اپنی کسی نئی مہم کے لئے تیار کرنا چاہتی تھی۔

اچانک کارٹر کے حلق سے عجیب قسم کی آواز نکلی اور وہ اپنا داہنا بازو دبا کر رہ گیا۔ پھر ایسا

معلوم ہونے لگا جیسے وہ اپنا کوٹ اتار پھینکے گا۔ مگر وہ صرف بٹن ہی کھول کر رہ گیا کیونکہ اب اُسے اچھل کر اپنا داہنا بازو دبا لینا پڑا تھا اور پھر اُس کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔

''کیا بات ہے۔'' کٹی اور ٹونی نے بیک وقت سوال کیا۔

''کک..... کچھ نہیں.....اوہ۔'' وہ داہنا شانہ دبا کر دہرا ہو گیا۔

''میں جاؤں گا۔'' وہ اٹھتا ہوا بولا اور پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا بار سے باہر آیا۔ اب وہ پھر گوہن اسٹریٹ میں داخل ہو رہا تھا اور گوہن اسٹریٹ سے ڈریک روڈ پر آیا۔ اُس کا رخ ہیوبشام لاج کی طرف تھا اور ایک بار پھر وہ اسی طرح دوڑ رہا تھا جیسے ملک الموت تعاقب میں ہو۔

دوسرا اُلو

فریدی نے کتاب میز پر ڈال دی اور بجھا ہوا سگار سلگانے لگا۔ حمید تقریباً پانچ یا چھ منٹ سے اُس کے قریب ہی موجود تھا لیکن فریدی نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ حمید کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اُس سے کوئی ضروری بات کہنا چاہتا ہے۔ فریدی اٹھ کر کھڑکی کے قریب چلا گیا۔ حمید نے کنکھار کر گلا صاف کیا اور بولا۔ ''میں نے کہا۔ آج اتوار ہے اور دوسرے اتوار کے ملنے پر پھر سات دن انتظار کرنا پڑے گا۔''

''پھر.....؟'' فریدی نے کھڑکی سے مڑے بغیر کہا۔ وہ باہر عقبی پارک میں دیکھ رہا تھا۔

''پھر کیا! اب ہم نیاگرہ نہیں جاسکیں گے۔''

''آہا..... ٹھیک ہے۔ آج ہم وہاں رسلنگ دیکھنے جا رہے ہیں۔''

''نہیں جاسکیں گے۔'' حمید نے مردہ سی آواز میں کہا۔

''کیوں؟''

''ڈرائنگ روم میں ایک دوسرے اُلو کی بیوی موجود ہے۔''

''کیا مطلب.....!'' فریدی مڑا۔

''اُس نے بھی بالکل ویسی ہی داستان سنائی ہے جیسی اُس دن لیڈی شمشاد نے سنائی تھی۔''

''اُوہ.....مگر وہ کون ہے۔''

''کرنل اسمتھ کی بیوی۔''

''ارے ٹال دو۔'' فریدی نے کہا۔

یہ چیز حمید کے لئے غیر متوقع تھی کیونکہ فریدی نے آج تک کسی غرض مند کو ٹالا نہیں تھا۔

''اس وقت نہ میں کسی سے مل سکوں گا اور نہ نیاگرہ ہی جاسکوں گا۔'' فریدی سگار کو کھڑکی کے باہر پھینکتا ہوا بولا۔ ''اُس کی داستان سن ہی چکے ہو۔ لہٰذا تم بھی اُس کی مدد کرسکو گے۔''

''یہاں اُلو بہت کم پھنستے ہیں۔ ویسے اُس وقت تک شاید پھنس بھی جاتا جب تک کرنل اسمتھ اُلو تھا۔ اب تو بہت دیر ہوگئی۔ اب وہ اُلو نہیں ہے۔ اس لئے وہ بور بھی ہو رہا ہے اور اس کی صحت بھی خراب ہوتی جارہی ہے۔''

''اچھا! بس ختم کرو۔ اُس سے کہہ دو کہ میں بہت مشغول ہوں۔ ایک ہفتے سے پہلے نہیں مل سکوں گا۔''

''مگر آپ کا یہ رویہ۔''

''تمہارے لئے نیا ہے مگر تم اس کی فکر نہ کرو۔ جاؤ۔''

آج کل اُس کی فرصت کے لمحے عموماً لائبریری ہی میں گذرتے تھے ورنہ اس سے پہلے اکثر وہ اور نیلم بلیرڈ یا پنگ پانگ بھی کھیل لیا کرتے تھے۔

حمید کچھ دیر بعد واپس آ گیا اور فریدی نے پھر کتاب میز پر ڈال دی۔ سگار کے ڈبے سے ایک سگار منتخب کرکے اُس کا گوشہ توڑتے ہوئے اس نے کہا۔ ''کیا تم کٹی پرکنس سے واقف ہو۔''

''پرکٹی۔'' حمید نے حیرت سے دہرایا۔

''کٹی پرکنس.....!'' فریدی نے ''پرکٹی'' نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''شاید۔ میں نے یہ نام کسی سلسلے میں پہلے بھی سنا ہے۔''

''صرف نام ہی سنا ہوگا ورنہ اس وقت تم کرنل اسمتھ کی بیوی کہنے کے بجائے کٹی پرکنس ہی کہتے۔''

''اوہ.....تو کیا اس کا نام کٹی پرکنس تھا۔''

''ہاں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے کٹی پرکنس کے متعلق کیا سنا ہے۔''

''غالباً یہ کہ وہ ایک فراڈ ہے۔''

''بہت کم سنا ہے تم نے۔ بہرحال اب وہ مالدار آدمی کی بیوی ہے لیکن اس کے باوجود شہر کے بدمعاشوں کی محبوبہ بننے میں فخر محسوس کرتی ہے۔''

''محبوبہ ہر حال میں محبوبہ ہوتی ہے خواہ وہ کسی کی بیوی ہو یا نہ ہو اور محبوبائیں عموماً بدمعاش ہی رکھتے ہیں۔ شریفوں میں تو بیوی رکھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی۔''

''غیر متعلق باتیں نہ چھیڑا کرو۔'' فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

''ہام.....تو آپ اُس سے اس لئے نہیں ملے کہ وہ کرنل اسمتھ کی بیوی ہونے کے ساتھ ہی ساتھ بدمعاشوں کی محبوبہ بھی ہے۔''

''نہیں..... بلکہ وہ بھی اُلو کی کہانی لے کر آئی تھی اور حمید صاحب یہ دوسری نہیں بلکہ آٹھویں عورت تھی۔ میں اس سے پہلے سات کیسز نوٹ کر چکا ہوں۔ یہ آٹھواں کیس ہے۔''

''وہ آٹھواں کیس نوٹ کرنا آپ نے مناسب نہیں سمجھا۔''

''تم سوچنے کی عادت ڈالو۔'' فریدی نے پھر کتاب اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''شاید تم کرنل اسمتھ سے بھی اچھی طرح واقف نہیں ہو۔''

''میں جانتا ہوں کہ وہ ایک پرانا سازشی ہے۔'' حمید نے کہا اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ''آہا تو آپ کا خیال یہ ہے کہ ان حرکتوں میں خود کرنل اسمتھ کا بھی ہاتھ ہوسکتا ہے۔''

''خیر.....کچھ تو سمجھے۔''

''میں کچھ بھی نہیں سمجھا۔ اگر آپ اُس سے ملے ہوتے تو البتہ میں کچھ سمجھنے کی کوشش

کرتا۔ نہ مل کر آپ نے انہیں ہوشیار کر دیا۔"

"ضروری نہیں ہے کہ ہر کیس میں میرا لائحہ عمل یکساں ہو۔ کبھی میں مجرموں کو اپنے دھو کے میں رکھتا ہوں اور کبھی خود ہی دھوکے کھاتا ہوں۔ لیکن آخر اُس سے مل لینے پر کیوں مصر تھے۔"

"اُس کی آنکھیں مجھے بہت اچھی لگی تھیں۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ اُن کے متعلق آپ کی رائے بھی معلوم کرلوں۔ کیا حرج ہے۔"

"دفع ہو جاؤ۔" فریدی نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ حمید باہر چلا آیا۔ اُس نے کرنل اسمتھ کی بیوی کو ٹال ضرور دیا تھا لیکن اُس سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ اُس سے ضرور ملے گا اور اطمینان سے ان معاملات پر غور کرنیکے بعد کوئی مناسب قدم اٹھائے گا۔ ہوٹل ڈی فرانس میں ملنے کی ٹھہری تھی۔

حمید نے نیلم سے تذکرہ نہیں کیا تھا ویسے وہ اس وقت کوٹھی ہی میں موجود تھا جب کرنل اسمتھ کی بیوی ڈرائنگ روم میں اس سے گفتگو کر رہی تھی۔ کرنل اسمتھ کی بیوی میں حمید کو سرخاب کے پر نہیں نظر آئے تھے۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ وہ کرنل اسمتھ سے اچھی طرح واقف تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ خرانٹ اتنی جوان بیوی رکھتا ہوگا۔ اُسے بوڑھوں کی نوجوان بیوی سے مل کر ہمیشہ بڑی خوشی ہوتی تھی اور وہ ایسے مواقع پر خدا کا شکر ادا کرتا تھا کہ نوجوان مردوں میں بوڑھیوں سے شادی کرنے کا رجحان نہیں پایا جاتا۔ ورنہ مہد سے لحد تک "آغوش مادر" کے علاوہ اور کسی قسم کا ماحول نصیب نہ ہوسکتا۔

ٹھیک آٹھ بجے وہ ہوٹل ڈی فرانس میں نظر آیا لیکن شاید مسز اسمتھ ابھی نہیں آئی تھی۔ وہ وقت گذارنے کے لئے بلیرڈ روم میں چلا گیا۔ یہاں اُس کے کئی شناسا بلیرڈ کھیل رہے تھے جنہوں نے اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا۔ باغ و بہار قسم کے آدمیوں کی صحبت تو سبھی چاہتے ہیں مگر حمید یہاں پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں رکنا چاہتا تھا۔

پندرہ منٹ بعد وہ پھر ڈائننگ ہال میں تھا اور کٹی پرکنس یعنی کرنل اسمتھ کی بیوی بھی اب وہاں موجود تھی اور وہ وہاں پندرہ منٹ لیٹ پہنچی تھی۔ حمید نے یہی ظاہر کیا کہ وہ اکثر وہاں سرِ شام ہی آجاتا ہے اور کافی رات گئے تک رہتا ہے۔

مسز اسمتھ نے پھر اپنی پریشانیوں کی داستان چھیڑ دی اور حمید بولا۔

''میں کرنل اسمتھ کو عرصہ سے جانتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ تم سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے۔''

''کیوں.....؟''

''کیا یہ ایک مضحکہ خیز ڈھونگ نہیں ہے جسے دنیا کی کوئی سنجیدہ عورت نہیں برداشت کرسکتی۔''

''میں نہیں سمجھی۔''

''میں کرنل اسمتھ کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا۔''

''اور میرے متعلق.....؟'' کٹی مسکرائی۔

''تم.....تم بہت اچھی ہو۔'' حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور کٹی ہنسنے لگی۔ پھر اُس نے کہا۔ ''کیپٹن ذرا اپنے یہاں کٹی پرکنس کا فائیل ضرور دیکھنا۔ گو پولیس آج تک میرے خلاف کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکی۔ پھر بھی آپ کا محکمہ میرا فائیل رکھتا ہے۔''

''اوہ.....تو تم وہ کٹی ہو۔ میں نے تمہارے متعلق صرف سنا تھا۔ فائیل آج تک نظر سے نہیں گذرا۔''

''کرنل اسمتھ بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے ہے، جس کا فائیل آپ کے محکمے میں ضرور ہوگا۔ لہٰذا کہنے کا مطلب یہ کہ وہ مجھ سے پیچھا چھڑا کر کیا کرے گا۔''

''تب تو وہ سچ مچ اُلو ہے۔''

''تم میرے سامنے میرے شوہر کی توہین نہیں کرسکتے۔''

''کیا کرو گی تم۔''

''میز الٹ دوں گی۔ زیادہ سے زیادہ تم مجھ پر دعویٰ کرو گے میں عدالت میں معافی مانگ لوں گی۔''

حمید ہنسنے لگا اور کٹی نے اُس کا ساتھ دیا مگر پھر جلد ہی وہ اصل موضوع پر آ گئی۔

''بتاؤ۔ میں کیا کروں۔ جمی بہت خوفزدہ ہے۔ بہت زیادہ۔ مگر وہ کچھ بتاتا نہیں۔ بس روز

بروز اس کی صحت گرتی جارہی ہے۔''

دفعتاً حمید نے محسوس کیا کہ وہ کچھ مضطرب سی نظر آنے لگی ہے۔ مگر شاید موضوع گفتگو اس کی بے چینی کا باعث نہیں تھا کیونکہ اس کی نظر ایک سمت اٹھی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر اضطراب کروٹیں لے رہا تھا۔

پھر یک بیک وہ اٹھ گئی۔ حمید نے دیکھا کہ ایک میز سے ایک بھاری جبڑے والے آدمی نے اُسے اشارہ کیا تھا۔

''اچھا تو کیپٹن خیال رکھنا۔ میں بے حد مشکور ہوں گی۔'' اس نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

حمید کو بڑا غصہ آیا۔ گویا وہ یہی ایک جملہ سننے کے لئے گھر سے یہاں تک دوڑا آیا تھا۔ بس وہ شربت کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ خون کے گھونٹ تو اس وقت کہلاتے جب اُسے فوراً ہی ایک گلاس ٹھنڈا پانی دستیاب ہو جاتا۔

اس نے دیکھا کہ بھاری جبڑے والا بھی اپنی میز سے اٹھ گیا ہے۔ کٹی آگے تھی اور وہ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ مگر وہ دونوں خود کو ایک دوسرے سے بے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تھے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو حمید کی رگ تجسس ضرور پھڑکتی لیکن اس وقت تو وہ اس کے بغیر ہی اُن دونوں کا تعاقب کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

وہ آیا بھی ٹیکسی ہی میں تھا لہٰذا تعاقب کے لئے بھی ٹیکسی ہی لینی پڑی۔

جمی کارٹر قفل کے سوراخ سے دوسرے کمرے میں جھانک رہا تھا۔ اُس طرف متوجہ ہونے کی محرک چابک کی شائیں شائیں بنی تھی۔

دوسرے کمرے میں اُسے سیاہ پوش نظر آیا۔ حسب دستور چابک اُس کے ہاتھ میں موجود

تھا اور ایک آدمی اُس سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہا تھا۔ کبھی کبھی سیاہ پوش کا چابک اس کی طرف لپکتا اور وہ کسی بندر کی طرح اچھل کود کر خود کو بچانے کی کوشش کرتا لیکن وہ جو کچھ بھی کہہ رہا تھا چابک کی ''شائیں شائیں'' کے باوجود بھی کہتا رہا۔ البتہ چابک سے بچنے کے لئے اچھلتے وقت اس کی آواز کچھ بلند ضرور ہو جاتی تھی۔

کارٹر اپنی کھوپڑی سہلانے لگا۔ وہ کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی لاطینی سمجھ سکتا تھا۔ مگر اس خبیث کا کارنامہ ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

یہاں اُسے بہترین غذائیں ملتی تھیں۔ نفیس قسم کی پرتگالی شرابیں اُس کا دماغ گرماتی تھیں۔ تفریح کے لئے لڑکیاں بھی تھیں لیکن دن میں کم از کم تین بار اس خبیث کے چابک سے ضرور سابقہ پڑتا تھا اور چابک کی شائیں شائیں کے درمیان اُسے بار بار اعتراف کرنا پڑتا تھا کہ اس کی ماں گدھی تھی اور باپ اُلو۔

اس کا مقصد سمجھنے کے لئے گھنٹوں غور کرتا اور تنگ آ کر اپنے بال نوچنے لگتا۔ کنپٹی کی رگیں پھٹتی ہوئی سی محسوس ہوئیں اور اس کا دل چاہتا کہ دیوار سے سر ٹکرا دے۔ وہ ایک کیچوے کی طرح بے بس تھا۔ وہ اپنے پچھلے کارنامے یاد کرتا اور سر دھنتا۔ نہ جانے کیسے کیسے جیالوں کے اس نے چھکے چھڑائے تھے مگر سیاہ پوش خبیث یہ اسے اس دنیا کا آدمی تو ہرگز نہیں معلوم ہوتا تھا۔ کاش وہ ایک ہی بار اُس پر قابو پا سکتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے قفل کے سوراخ سے اپنی آنکھ ہٹالی کیونکہ وہ دونوں اب اس کمرے سے چلے گئے تھے۔

دفعتاً وہ چونک کر اپنی پشت والے دروازے کی طرف مڑا۔ وہی لڑکی کھڑی مسکرا رہی تھی جس کے چکر میں وہ مکڑی کے اس جالے میں آ پھنسا تھا۔

''ہلو جمی کارٹر۔ ہاؤ ڈو یو ڈو۔'' لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ ''تاک جھانک کی عادت بُری کہلاتی ہے؟''

''بُرے آدمیوں میں بھی۔'' کارٹر کا لہجہ تلخ نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ تلخیوں کا اظہار

حالات کو ساز گار ہونے میں مدد نہیں دے گا۔ لہٰذا وہ اس ماحول میں خود کو زیادہ سے زیادہ خوش ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

''تمہاری حالت اب پہلے سے بہتر ہے۔''

''ہاں بہت بہتر۔'' کارٹر نے اُسے نیچے سے اوپر تک دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت سرخ بلاؤز اور زرد اسکرٹ میں بہت حسین لگ رہی تھی۔ کارٹر اُسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''آج تو ایسا لگ رہا ہے جیسے تم مجھے کہیں لے جاؤ گی۔''

''چلو گے۔'' وہ دلآویز انداز میں مسکرائی۔

''سر کے بل گریشی۔ تمہارے ساتھ تو میں جہنم میں بھی چھلانگ لگا سکتا ہوں۔''

''چلو۔ آج ہم کسی بہترین تفریح گاہ میں چلیں گے لیکن جب میں کہوں تو واپسی کے لئے تیار ہو جانا ورنہ نتیجے کے خود ذمہ دار ہو گے۔''

''میں اُس سے پہلے بھی نتیجے کا ذمہ دار ہو چکا ہوں۔ آج بھی کبھی کبھی میرے جسم کے بعض حصوں میں چبھن سی ہونے لگتی ہے۔''

''کیا مطلب! میں نہیں سمجھی۔''

''ایک رات اس صورت حرام نے مجھے باہر جانے کی اجازت دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ میں ساڑھے گیارہ بجے واپس آ جاؤں لہٰذا میں یہاں سے نکل کر ایک بار میں جا بیٹھا۔ وہاں چند دوست مل گئے اور میں یہ بھول گیا کہ مجھے ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے یہاں واپس آنا ہے۔ اچانک میں نے اپنے داہنے بازو میں تیز قسم کی چبھن محسوس کی پھر بائیں بازو میں۔ پھر گردن میں پھر ران میں۔ غرضیکہ میں پاگل ہو گیا اور کسی پاگل کتے کی طرح ہیویشام لاج کی طرف بھاگ نکلا۔

گریشی ہنستی رہی اور کارٹر بھی ہنستا رہا۔ وہ خود کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے کافی جدو جہد کر رہا تھا۔

''پھر کیا ہوا۔'' گریشی نے پوچھا۔

''پھر جب میں یہاں آیا تو ان حصوں کو ٹٹول کر دیکھا جہاں تیز قسم کی چبھن ہو رہی تھی۔

میرے خدا نہ جانے کتنی چیخیں اُس وقت میرے حلق سے نکلی تھیں۔ وہ باریک سوئیاں تھیں جوان حصوں میں چبھی ہوئی تھیں۔"

"نہیں!" گریشی کے لہجے میں حیرت تھی۔ پتہ نہیں وہ حقیقتاً متحیر تھی یا یہ بھی تصنع ہی تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "وہ بہت خطرناک آدمی ہے۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم سے ایک زبردست حماقت سرزد ہوئی ہے۔ تمہیں ادھر کا رخ ہی نہ کرنا چاہئے تھا جو یہاں آکر پھنسا پھر وہ کبھی نہیں نکل سکتا۔"

"مقصد۔ گریشی خدا کے لئے مجھے بتادو۔ اس کا مقصد کیا ہے۔ ورنہ شائد میں پاگل ہوجاؤں۔"

"تم پاگل نہیں ہوسکو گے۔ اس کا ذمہ میں لیتی ہوں۔ مطمئن رہو۔" گریشی نے مسکرا کر کہا۔ "کیونکہ میں نے ابھی تک کسی کو پاگل ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ آج بھی چابک کی چوٹیں سہتے ہیں لیکن نہ تو انکے ہاتھ اس پر اٹھتے ہیں اور نہ وہ کبھی کسی قسم کا پاگل پن ہی ظاہر کرتے ہیں۔"

"تب پھر وہ مقصد سے واقف ہوگئے ہوں گے۔" کارٹر نے کہا۔

"پتہ نہیں۔"

"اچھا تم مجھے کہاں لے چلو گی۔"

"جہاں تم کہو۔ آج کی رات مجھے بڑی حسین لگ رہی ہے۔"

"چلو پھر باہر ہی نکل کر ہم فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کہاں جانا ہے۔"

وہ باہر آئے۔ یہاں ایک شاندار گاڑی موجود تھی۔ گریشی ڈرائیو کرنے لگی۔ کارٹر اس کے ساتھ ہی اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ گریشی کا گلا گھونٹ کر خود کار ڈرائیو کرنا شروع کردے۔ ممکن ہے اسی طرح اس جال سے گلو خلاصی نصیب ہوجائے۔ مگر..... گریشی..... کیا وہ گریشی کا گلا گھونٹ سکتا ہے۔ جی نہیں۔ اس کی خوب صورت گردن کی طرف بڑھے ہوئے ہاتھ کانپ کر رہ جاتے اور خفت کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہ آتا۔

وہ اس الجھن سے چھٹکارا پانے کے لئے بڑبڑایا۔ "ہائی سرکل نائٹ کلب۔"

''وہیں چلو۔ ہاں اچھی جگہ ہے۔''

وہ ہائی سرکل نائٹ کلب میں آئے۔ یہاں حسب معمول رونق ہی تھی۔ انہوں نے دو دو شیری کی کاک ٹیل لئے اور پھر ریکریئیشن ہال میں چلے آئے۔ دونوں طرف کی گیلریاں بھری ہوئی تھیں، لیکن اکثر میزیں اب بھی خالی پڑی تھیں۔ آرکسٹرا ساز بجا رہا تھا، لیکن ابھی رقص میں دیر تھی۔

''بیٹھو.....!'' گریشی ایک میز کے قریب کرسی کھینچتی ہوئی بولی۔

وہ اس وقت تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے، جب تک کہ رقص کے لئے موسیقی نہیں شروع ہوگئی۔ پھر ایک راؤنڈ بھی ہوگیا اور پہلے راؤنڈ کے اختتام پر جب وہ گیلری کی طرف واپس جارہے تھے کارٹر کی نظر کٹی پرکنس پر پڑی اور وہ بُری طرح بوکھلا گیا۔ کٹی اُسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی اور کٹی کے ساتھ بھاری جبڑے والا ٹونی بھی تھا۔ کارٹر سمجھ گیا کہ ان دنوں ٹونی کٹی کو اس کے خلاف بھڑکا تا رہا ہے، اور اب اُسے وہ گفتگو یاد آئی، جوان کے درمیان ایک رات گرینچ بار میں ہوئی تھی۔ وہ چپ چاپ گریشی کے ساتھ اپنی میز پر واپس آ گیا۔

کٹی کے تیور کہہ رہے تھے کہ وہ اسی وقت کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کر بیٹھے گی۔ مگر یک بیک کارٹر بے حد خوش نظر آنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ دونوں ہیویشام لاج تک ان کا تعاقب ضرور کریں گے۔

اندھیرا

حمید کٹی اور بھاری جبڑے والے کا تعاقب کرتا ہوا ہائی سرکل نائٹ کلب تک آیا تھا۔ یہاں اس کی نظروں کی پہنچ انہیں دونوں کے ذریعہ ایک بے حد حسین لڑکی تک ہوئی۔ یہ کوئی یورو پین تھی اور اس کے ساتھ ایک یوریشین نوجوان تھا۔ یہ دونوں کٹی اور بھاری جبڑے والے کی

توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ حمید نے کٹی کی آنکھوں میں کینہ اور نفرت کی جھلک دیکھی۔ کٹی اپنے ساتھی سے آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہی تھی۔ حمید ان دونوں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اور شاید دو ایک بار کٹی نے اُسے دیکھا بھی تھا لیکن اس کے انداز سے ایسا نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے اس کی پرواہ کی ہو۔ مگر اب حمید کو کٹی یا اس کے ساتھی سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی۔ وہ تو اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کیلئے اس نے کٹی کی آنکھوں میں نفرت اور غصے کی جھلک دیکھی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد اس نے لڑکی کے ساتھی کی طرف توجہ دی۔ وہ کچھ نروس سا نظر آ رہا تھا اور حمید نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ کٹی سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہا ہے۔

تو کیا حمید ایسی جگہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہتا۔ وہ بڑی بے تکلفی سے آگے بڑھا اور سیدھا اسی میز کی طرف چلا گیا جہاں کٹی اپنے ساتھی سمیت بیٹھی ہوئی تھی۔

اس نے کرسی کھسکائی اور نہایت اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اب بھاری جبڑے والا نروس نظر آنے لگا۔

''کیوں کیپٹن۔'' کٹی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم اس طرح یک بیک اٹھ کر وہاں سے چلی آئی تھیں اور مجھے بے حد غصہ آیا تھا۔''

''پھر کیا کرتی۔''

''کچھ بھی کرتیں لیکن یہ نہ کرنا چاہئے تھا۔ کیا تم نے گھر سے ہوٹل ڈی فرانس۔''

''پلیز کیپٹن۔'' وہ جلدی سے بولی۔ ''میرا یہاں آنا بھی ضروری تھا۔''

''ایسی صورت میں وجہ ضرور پوچھوں گا۔ جب کہ تم مجھے اپنے متعلق سب کچھ بتا چکی ہو۔''

''اور اگر میں وجہ نہ بتاؤں تو۔'' کٹی مسکرائی اور اس کا ساتھی اٹھتا ہوا بولا۔ ''اچھا اب میں جاؤں گا۔''

کٹی نے اُسے روکا نہیں اور وہ اس سے مصافحہ کئے بغیر رخصت ہو گیا۔

''کیا قصہ ہے۔'' حمید نے آہستہ سے پوچھا۔ ''تم اس لڑکی کو بڑی قہر آلود نگاہوں سے گھور رہی ہو۔''

''آپ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ میری نجی معاملات میں دخل انداز ہوسکیں۔''

''ہاں۔ یہ تو صحیح ہے لیکن دنیا کی ہر خوبصورت عورت پر میں اپنا حق جتانے کے لئے آزاد ہوں۔ لہٰذا اب تم اسے اس طرح نہیں گھور سکتیں۔''

''آپ خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کررہے ہیں۔''

''ظاہر ہے کہ کوشش کئے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ تکلف کیلئے بھی کوشش ہی کرنی پڑتی ہے۔''

''میں نے اس وقت آپ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کی دعوت نہیں دی۔''

''میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ دنیا کی ہر خوبصورت عورت پر اپنا حق جتانے کیلئے میں آزاد ہوں۔ تم بھی اس لڑکی سے کم حسین نہیں ہو۔'' حمید قربان ہوجانے والے انداز میں مسکرایا۔

''خدا کے لئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔''

''تو میں اپنے حال پر کب چھوڑ رہا ہوں۔ تم آخر اتنی پریشان کیوں ہو۔ کیا تمہارے شوہر کے اُلو پن سے اس لڑکی کا بھی کچھ تعلق ہے۔''

''اب کیا میں چیخ کر کہوں کہ یہاں سے اٹھ جاؤ۔''

''ایسے مواقع پر عموماً اونچا سننے لگتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی بھی پاگل نہیں سمجھتا۔''

''میں نے یہ عذاب اپنے پیچھے کیوں لگالیا۔'' کٹی بُرا سا منہ بنا کر بڑبڑائی۔

''ہاں اس پر تمہیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ مگر اس وقت نہیں۔ آہا۔ دوسرا راؤنڈ شروع ہونے والا ہے۔ کیا تم میرے ساتھ ناچنا پسند کروگی۔''

کٹی کچھ نہ بولی۔ مگر یک بیک اس کے چہرے سے الجھن اور غصے کے آثار غائب ہوگئے تھے۔

''میں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتی۔'' وہ کچھ دیر بعد مسکرا کر بولی۔

''گڈ..... تو تم کیا پیو گی۔ جلدی بتاؤ۔''

''جو تم پیتے ہو۔''

''میں تو کافی یا پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں پیتا۔ لیکن تم جیسی حسین ساتھیوں کے لئے شراب ضرور مہیا کرسکتا ہوں۔''

''تمہارے پیشے کے لئے یہ بہت اچھا ہے کہ تم شراب نہیں پیتے۔''

''کیا پیو گی۔''

''سکاچ۔''

حمید نے ایک ویٹر کو بلا کر اسکاچ کے بڑے پگ کا آرڈر دیا۔

''تم آخر چاہتے کیا ہو۔'' کٹی نے پوچھا۔

''فی الحال اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ تم میری ہم رقص بن جاؤ۔''

''محکمہ پولیس مجھے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔''

''میں محکمہ پولیس نہیں ہوں۔''

اسکاچ آ گئی اور کٹی اس پر اس طرح ٹوٹ پڑی جیسے برسوں سے پیاسی رہی ہو۔ حمید نے اس انداز میں اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی جیسے وہ اس دعوت پر مطمئن ہو۔

ویٹر میز کے پاس سے ہٹ ہی رہا تھا کہ حمید نے دوسرے پگ کے لئے بھی کہہ دیا۔ پھر پہلا گلاس ختم ہونے سے پہلے ہی دوسرا گلاس بھی موجود تھا۔

کٹی نے اُسے خالی میز پر رکھتے وقت رومال سے اپنے ہونٹ خشک کئے اور ایک ٹھنڈی سانس لے کر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ میں بہت مغموم ہوں کیپٹن۔ آدمی اور کتے میں کوئی فرق نہیں۔ مگر آدمی احساس فراموش بھی ہوتا ہے۔

''اسلئے مجھے توقع ہے کہ یہ دونوں پگ ہمیشہ تمہیں یاد رہیں گے۔'' حمید نے مسکرا کر کہا۔

''کیوں؟'' وہ اُسے نشیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

''کیا تمہیں اس وقت ان کی ضرورت نہیں تھی۔''

''بے حد۔'' وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مسکرائی تھی۔

اور حمید کے دیوتا کوچ کر گئے کیونکہ وہ ایک بے جھجک اور تقریباً فاحشہ قسم کی عورت تھی۔

اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور جیب سے پائپ نکال کر اس میں تمبا کو بھرنے لگا لیکن اسی دوران میں رقص کے لئے موسیقی بھی شروع ہوگئی اور حمید نے پائپ سلگانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ وہ اس عورت کے ساتھ ہر حال میں ناچنا چاہتا تھا محض اس لئے کہ کرنل فریدی نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا تھا اور وہ ایسی عورت تھی جو فریدی کے لئے ایک کیس کے سلسلے میں آٹھویں اطلاع لائی تھی۔ حمید جانتا تھا کہ وہ اس وقت شدت سے شراب کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ اس لئے اس نے شراب کا آرڈر دینے میں جلدی کی تھی۔ اس کا یہ انداز بھی صحیح نکلا کہ ذہن پر شراب کا اثر ہوتے ہی وہ اس سے کھل جائے گی۔

دونوں چوبی فرش پر آ گئے مگر حمید کی نظر اُسی جوڑے پر تھی۔ کٹی نے کہا کہ وہ بہت اداس ہے اور اس کا دل چاہتا ہے کہ چیخ چیخ کر رونا شروع کر دے۔

''ہرگز نہیں۔ تمہیں صبر کرنا چاہئے۔ کیا اس کا ساتھی کبھی تمہارا محبوب بھی رہ چکا ہے۔'' حمید نے کہا۔

''آہ.....کیپٹن میں اس وقت انگاروں میں لوٹ رہی ہوں۔''

''تم میری توہین کر رہی ہو۔''

''کیوں؟''

''تم انگاروں میں نہیں لوٹ رہی بلکہ میرے ساتھ ناچ رہی ہو۔''

''میری مدد کرو کیپٹن۔''

''یقیناً..... میں پتہ لگاؤں گا کہ اس کو کس نے اُلو بنایا ہے۔''

''اُسے جہنم میں جھونکو۔''

''پھر.....!''

''میں کارٹر کو بے حد چاہتی ہوں لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ وہ کس طرح اس لڑکی کے ساتھ.....!''

''اوہو تو اس کا نام کارٹر ہے۔''

''جمی کارٹر۔''

''شاید یہ نام بھی میرا سنا ہوا ہے۔''

''یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ کارٹر بھی مطلب یہ کہ کوئی شریف آدمی نہیں ہے۔ یعنی وہ پولیس کے ریکارڈ میں ضرور ہوگا۔''

''کیا وہ جانتا ہے کہ تم نے کرنل اسمتھ سے شادی کرلی ہے۔''

''نہیں۔ وہ مجھے صرف اپنی ہم پیشہ سمجھتے ہیں۔ وہ کبھی میرے گھر پر نہیں گئے۔''

''تم کئی آدمیوں کا تذکرہ کررہی تھیں۔''

''دو آدمیوں کا۔ جمی کارٹر اور ٹونی۔ وہ جو ابھی میرے ساتھ تھا ٹونی ہے۔ کارٹر اور ٹونی عموماً شرکت کا بزنس کرتے ہیں۔''

''آہا تو اس بزنس میں تمہاری کیا پوزیشن ہے۔''

''میرا انداق نہ اڑاؤ کیپٹن۔''

اچانک سارے ہال میں اندھیرا ہوگیا۔ لوگ شور مچانے لگے۔

اس اندھیرے میں کارٹر نے محسوس کیا کہ گریشی اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے جارہی ہے۔

''کیوں کیا بات ہے؟'' کارٹر نے آہستہ سے پوچھا۔

''کچھ نہیں چلو۔ میں اپنے بازوؤں میں چبھن محسوس کررہی ہوں۔''

''اوہ.....اچھا.....!''

کارٹر اس کے ساتھ کھنچا چلا گیا۔ باہر کمپاؤنڈ میں بھی اندھیرا ہی تھا۔ وہ اس طرف آئے جہاں کاریں پارک کی جاتی تھیں۔

''ٹارچ ہے تمہارے پاس۔'' کارٹر نے پوچھا۔

''نہیں مجھے یاد ہے کہ میں نے گاڑی کہاں کھڑی کی تھی۔''

کارٹر نے سگریٹ لائٹر روشن کرلیا۔ وہ کار میں بیٹھے اور کار کمپاؤنڈ سے باہر نکل آئی۔ باہر سڑک کے بلب روشن تھے۔ اس لئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ صرف کلب ہی کے برقی نظام میں کوئی خلل واقع ہوا تھا۔

''کیوں نہ کہیں رک جاؤ اور میں تمہارے جسم سے سوئیاں نکال دوں۔''

گریشی ہنس پڑی۔ روانگی کے وقت اس نے کار کا اندرونی بلب روشن کرلیا تھا۔ کارٹر نے اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نہیں دیکھے۔ وہ اس سلسلے میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ گریشی خود ہی بول پڑی۔ ''زندگی میں ایسے نادر مواقع کم ہی نصیب ہوتے ہیں۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''نہیں سمجھے تو تم بالکل ہی گدھے ہو اور مجھے تم سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں۔''

''آہا..... کیا تمہیں بھی کبھی مجھ سے ہمدردی رہی ہے۔''

''یقیناً.....!''

''خیر چھوڑو۔ جو کچھ میں نہیں سمجھا مجھے سمجھانے کی کوشش کرو۔''

''سمجھو! اس سے بہتر موقع اور کبھی نہیں ملتا اور یہ موقع ہمیں قدرت ہی کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے جسم میں چبھنے والی سوئیاں آسمان سے ٹپکی تھیں۔''

''میں کچھ بھی نہیں سمجھا تھا۔''

''اب تم مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کررہے ہو۔''

''نہیں تو سنو گریشی۔ ان چند دنوں میں میری ذہنی صلاحیتیں پہلے کی آدھی بھی نہیں رہ گئیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ میں پاگل کیوں نہیں ہوگیا۔''

''مرد ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو۔ چھی..... خیر مجھے اس سے بحث نہیں۔ میں تو یہ بتانا چاہتی تھی کہ ہم میں سے جب بھی کوئی باہر نکلتا ہے ہمارے آس پاس اس خبیث کے آدمی

موجود رہتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم نکل بھاگنا بھی چاہیں تو یہ ہمارے لئے ناممکن ہوگا۔''

''اچھا تو پھر.....!''

''یہ بہترین موقع تھا۔ ہم انہیں اندھیرے میں چھوڑ آئے۔''

''نہیں۔'' کارٹر مسرت آمیز لہجے میں چیخ پڑا۔ گریشی کے ہونٹوں پر ایک معصوم سی مسکراہٹ تھی۔

''ہاں۔'' اس نے کہا۔ ''میں شاید اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئی ہوں۔ اب ہم آزاد ہیں۔ لیکن اب اس.....!''

''بہت مناسب خیال ہے۔'' کارٹر نے خوش ہوکر کہا۔ ''ہاں ہمیں اب یہاں نہ ٹھہرنا چاہیے۔''

گریشی کچھ نہ بولی۔ اب اس نے اندر کی روشنی گل کردی تھی اور کار شہر کی مختلف سڑکوں سے گزر رہی تھی۔ کارٹر بے حد خوش تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نہ صرف گلوخلاصی ہوئی بلکہ یہ اتنی حسین لڑکی بھی مفت ہاتھ آئی۔ اب وہ کسی دوسرے شہر میں جاکر ایک نئی زندگی شروع کرسکیں گے۔

''مگر ہم جائیں گے کہاں۔'' کارٹر نے کہا۔

''فی الحال تارجام۔''

''بہت مناسب ہے۔'' کارٹر سر ہلا کر بولا۔

کچھ دیر بعد کار اس ویران سڑک پر آگئی جو تارجام کی طرف جاتی تھی اور دفعتاً کارٹر چونک پڑا۔ کیونکہ اُسے عقب نما آئینے میں کسی کار کی ہیڈ لائیٹس نظر آئی تھیں۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ حقیقتاً کوئی دوسری گاڑی ان کے پیچھے آرہی تھی۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا اس لئے اس کا اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وہ کوئی کار ہے یا ٹرک۔

''پیچھے ایک گاڑی ہے۔'' کارٹر نے آہستہ سے کہا۔

''ہوگی۔'' گریشی لاپروائی سے بولی۔

''اوہ..... کہیں ہمارا تعاقب۔''

''شش..... چھوڑو بھی۔ میرے اندازے بہت کم غلط ہوتے ہیں۔''

کارٹر خاموش ہوگیا۔ لیکن وہ مطمئن نہیں تھا اس لئے مڑ مڑ کر دیکھتا رہا۔ پچھلی گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی اور اس سے بار بار ہارن دیا جا رہا تھا۔ گریشی نے اپنی گاڑی ایک طرف کر لی اور کارٹر نے اس کار کو برابر سے گزرتے دیکھا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کی روح فنا ہوگئی۔ ساتھ ہی گریشی کے حلق سے بھی ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ دوسری کار کے اندر روشنی تھی اور کارٹر نے اس میں سیاہ پوش خبیث کو صاف دیکھا تھا اور پھر خوف کے مارے اس کے ذہن کی کھڑکیاں کھلنے لگیں۔ اس نے سوچا کہ وہ جن لوگوں کی قید میں ہے وہ اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں گے۔ وہ کٹی کو بھی جانتے ہوں گے اور شاید اس آدمی سے بھی واقف ہوں جو کٹی کے ساتھ تھا۔ ہوسکتا ہے انہوں نے سوچا ہو کہ اب میں اس آدمی کی نظروں میں آ گیا ہوں جسے جرائم پیشہ لوگ اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ لہٰذا کہیں اس وقت مجھے ختم کر دینے کے لئے انہوں نے کوئی پلاٹ نہ بنایا ہو۔ محض اس ڈر سے کہ کہیں کیپٹن حمید کی رسائی میرے ذریعہ سے ان تک نہ ہو جائے۔

''اوہ..... کارٹر۔ وہ گاڑی رک گئی ہے۔'' گریشی نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

کارٹر نے بھی دیکھا۔ اگلی گاڑی ترچھی سڑک پر رکی تھی اور بچا کر نکال لے جانے کی جگہ نہیں تھی۔ کارٹر نے اپنے حواس قابو میں رکھے اور دوسرے ہی لمحے میں اس کا ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر پڑا۔ گریشی نے بریک لگائے اور کارٹر نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دی۔

''ارے یہ کیا۔'' گریشی بیساختہ چیخی اور اگلی کار سے بیک وقت کئی فائر ہوئے۔ مگر کارٹر کے پیروں میں گویا پر لگ گئے تھے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ہال میں روشنی ہوئی اور لوگ اپنی میزوں کی طرف جانے لگے۔ ریکریئیشن ہال کا منتظم مائیکروفون پر معذرت طلب کر رہا تھا۔ کسی وجہ سے عمارت کا برقی نظام بگڑ گیا تھا۔

حمید اور کٹی بھی اپنی میز پر آ بیٹھے مگر انہیں کارٹر کی میز خالی نظر آئی اور کٹی مضطربانہ انداز میں بڑبڑائی۔ ''اوہ.....کیپٹن وہ چلا گیا۔''

''چلو.....اچھا ہی ہوا۔ خس کم جہاں پاک۔'' حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

''نہیں.....وہ مجھے دھوکا دے کر نکل گیا۔'' وہ دردناک آواز میں بولی۔ ''میں نے تہیہ کیا تھا کہ آج اس کا تعاقب کر کے پتہ لگاؤں کہ وہ کہاں رہتا ہے۔''

''کیا مطلب.....؟''

''اوہ کیپٹن! وہ پچھلے پندرہ دنوں سے غائب تھا اور اطلاع یہ ملی تھی کہ وہ کسی لڑکی کے چکر میں پڑ گیا ہے۔ پھر تین دن پہلے کی بات ہے وہ ایک رات گرینج بار میں ملا اور کافی بدلا ہوا سا نظر آیا۔ میں تو کہتی ہوں کہ وہ کچھ خوفزدہ بھی تھا۔ میرے خدا میں آج تک نہ سمجھ سکی کہ وہ سب کیا تھا۔ وہ اچانک اٹھا تھا اور دوڑتا ہوا بار سے باہر نکل گیا تھا۔''

''چڑھ گئی ہوگی۔''

''نہیں کبھی نہیں۔ میں اسے تسلیم نہیں کرسکتی۔ ٹونی نے بھی بتایا تھا کہ اس نے بہت ہی معمولی مقدار میں اسکاچ لی تھی اور وہ تو ایک بلانوش آدمی ہے دو چار پگ میں اس کا کیا بنتا بگڑتا ہے۔ بہت زیادہ پی جانے پر بھی اس کی حالت پاگلوں کی سی کبھی نہیں ہوتی۔ مگر اس رات..... پہلے تو وہ دو تین بار چیخا تھا اور پھر اٹھ کر دوڑتا چلا گیا تھا۔ جب تک ہم باہر آتے وہ نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔''

''کیا تم دو ہی پگ میں بول جاتی ہو۔'' حمید اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

''اوہ.....تو تم مجھے نشے میں سمجھ رہے ہو۔نہیں کیپٹن میں ہوش میں ہوں۔''

''خیر میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ تم ہوش میں ہو۔''

''میں کیا کروں۔'' کٹی نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا اور پھر حمید نے ہلکی ہلکی سسکیاں لیں۔لیکن اُسے اب نہ تو اس سے دلچسپی رہ گئی تھی اور نہ اس کی کہانی سے۔ وہ تو اس لڑکی کے متعلق سوچ رہا تھا جسے اندھیرا نگل گیا تھا۔

''میں جارہی ہوں۔ مجھے جانے دو۔'' کٹی اٹھتی ہوئی بولی۔

''میں نے تمہیں روکا کب تھا۔'' حمید نے لاپروائی سے کہا۔

''تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔''

''حالانکہ وہ بالکل صاف ہوتی ہیں۔ مجھے ایسی عورتوں پر بے حد غصہ آتا ہے جو میرے پاس بیٹھ کر دوسرے مردوں کے لئے روتی ہیں۔''

کٹی بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی اور حمید سوچنے لگا کہ زندگی میں ایسی راتیں بھی آتی ہیں جن کا حساب کتاب رکھنے کو دل نہیں چاہتا۔

ایک انگلی اور لاش

فون کی گھنٹی بجی اور فریدی نے اخبار سے نظر ہٹائے بغیر نیلم سے کہا۔''دیکھو.....!''

نیلم قریب ہی بیٹھی ہوئی سوئیٹر بن رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر کال ریسیو کی اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولی۔''آپ کی کال ہے۔''

''کون ہے؟''

''لیڈی شمشاد.....!''

''اوہ.....ٹھہرو۔'' فریدی اٹھتا ہوا بولا اور نیلم نے ریسیور اس کی طرف بڑھادیا۔

''ہیلو..... جی ہاں۔ فریدی..... ارے..... کب..... اوہ..... اچھا..... میں پندرہ منٹ کے اندر پہنچ جاؤں گا۔'' اس نے ریسیور رکھ دیا اور ہینگر سے کوٹ اتار کر پہنتا ہوا دروازے کیطرف بڑھا۔

''کیوں..... انکل'' نیلم نے سوال کیا۔

''واپس آ کر بتاؤں گا۔'' اس نے کہا اور حمید کے کمرے کے قریب سے گزرتے وقت اسے بھی باہر آنے کی ہدایت کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

حمید کمرے سے نکلا ہی تھا کہ نیلم سے مڈبھیڑ ہوگئی اور حمید نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''یہ باہر آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بس کہتے ہوئے تشریف لے گئے ہیں کہ باہر آؤ۔''

''شاید لیڈی شمشاد کا فون تھا۔'' نیلم جلدی جلدی پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

''بوڑھی عورتوں کے فون پر وہ اسی طرح طوفان ایکسپریس ہو جاتے ہیں۔ ہام..... تو میں کپڑے تبدیل کرلوں۔ یعنی لعنت ہے اس زندگی پر ابھی ناشتہ بھی نہیں نصیب ہوا۔''

''میں ایک ہفتے تک ناشتہ نہ کروں تب بھی مجھے پرواہ نہ ہوگی۔'' نیلم بولی۔

''میں کسی ریگستان میں نہیں پیدا ہوا تھا۔'' حمید آنکھیں نکال کر بولا اور پھر کمرے میں واپس چلا گیا

دروازہ بند کر کے اس نے لباس تبدیل کیا اور باورچی خانے سے آنے والی خوشبوئیں اپنے پھیپھڑوں میں ٹھونستا ہوا باہر لان پر نکل آیا۔

فریدی لنکن میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

''مجھے اس سے بڑی نفرت ہے کہ بیدار ہو جانے کے بعد بھی شب خوابی کا لباس جسم پر موجود رہے۔'' اس نے کہا۔

''جس چیز سے آپ کو محبت ہو اسی کا نام بھی لے لیجئے۔'' حمید اس کے برابر بیٹھ کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

کار پھاٹک سے نکل کر سڑک پر آ گئی۔ فریدی نے حمید کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

''کیا لیڈی شمشاد نے ناشتے پر مدعو کیا ہے یا سر شمشاد کی لاش ہمیں ناشتہ بنائے گی۔''

حمید نے پوچھا۔

''تم غلط سمجھے۔ شمشاد کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ صرف اس کے بائیں پیر کی سب سے چھوٹی انگلی کاٹی گئی ہے۔''

''کیا مطلب.....؟''

''بائیں پیر کا مطلب بتاؤں یا سب سے چھوٹی انگلی کا۔''

حمید کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا اور اس نے تہیہ کرلیا کہ اب کچھ نہ پوچھے گا۔

کچھ دیر بعد کار شمشاد ولا کے سامنے رکی۔ یہاں کئی اور کاریں بھی کھڑی ہوئی تھیں، جن پر لگی ہوئی ''ایم'' کی تختیاں ظاہر کر رہی تھیں کہ اس وقت شمشاد وِلا میں شہر کے ڈاکٹروں کا جم غفیر نظر آ رہا ہوگا۔

وہ جلد ہی لیڈی شمشاد کے پاس پہنچا دیئے گئے جو ان کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ اس کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ سچ مچ بیوہ ہوگئی ہو۔

فریدی نے خود ہی گفتگو چھیڑی تھی ورنہ اس کے ہونٹ تو اتنی مضبوطی سے بند تھے کہ جبڑوں کی رگیں ابھر آئی تھیں۔

''ان کی چیخ سن کر ملازم بیدار ہوا تھا'' لیڈی شمشاد نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''یہ چھ بجے صبح کی بات ہے۔ اس نے خواب گاہ میں جا کر دیکھا وہ بستر پر تڑپ رہے تھے اور چادر خون سے رنگین تھی۔''

''کیا وہ اس وقت ہوش میں تھے۔''

''ہاں اس وقت تو ہوش میں تھے لیکن اس کے بعد سے پھر ہوش نہیں آیا۔''

''انگلی الگ ہوگئی ہے۔''

''بالکل .....لیکن کٹی ہوئی انگلی کمرے میں نہیں ملی۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ زخم تازہ نہیں ہے بلکہ وہ کم از کم چھ گھنٹے کا ہے۔ یعنی انگلی اسی وقت نہیں کٹی تھی جب ان کی چیخ سنی گئی تھی۔''

''ٹھہریئے۔ میں اس کے متعلق ڈاکٹروں ہی سے گفت و شنید کروں گا۔ کیا وہ ان کے

کمرے میں ہیں۔"

"ہاں میرے ساتھ آؤ۔" لیڈی شمشاد نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

وہ انہیں سر شمشاد کی خواب گاہ میں لے جانا چاہتی تھی لیکن پھر ایک ملازم سے معلوم ہوا کہ خواب گاہ میں ایک نرس موجود ہے۔ ڈاکٹر لائبریری میں آ گئے ہیں۔

ڈاکٹروں میں ایک فریدی کا شناسا بھی تھا۔ وہ فریدی کو دیکھتے ہی لائبریری سے نکل آیا۔

"میں انہیں الگ لے جا کر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" فریدی نے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر لیڈی شمشاد سے کہا۔

"اوہ..... ضرور..... ضرور۔" لیڈی شمشاد نے کہا اور دوسری راہداری میں مڑ گئی۔

"کیا انگلی بالکل الگ ہوگئی ہے ڈاکٹر صاحب۔" فریدی نے پوچھا۔

"جی ہاں..... اور وہ کمرے میں بھی نہیں ملی۔ وہ چاقو یقیناً بہت تیز تھا کیونکہ ہڈی بالکل موم کی طرح ترشی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔"

"زخم کتنی دیر پہلے کا ہوسکتا ہے۔"

"کم از کم چھ گھنٹے پہلے کا۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"لیکن چیخ تقریباً چھ بجے سنی گئی تھی اور سر شمشاد اس وقت ہوش میں تھے۔"

"ہوسکتا ہے، اسی وقت ہوش میں آئے ہوں۔"

"مگر چھ بجے سے پہلے ان کی کوئی چیخ نہیں سنی گئی۔ ظاہر ہے کہ انگلی کٹتے وقت وہ چیخے ضرور ہوں گے۔"

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ چیخے ہی ہوں گے۔"

"کیوں.....!"

"ان کے سسٹم پر کلوروفارم کے اثرات بھی پائے گئے ہیں۔"

"اوہ.....!" فریدی کے ہونٹوں نے دائرے کی شکل اختیار کر لی۔

"انگلی کاٹنے سے پہلے یقینی طور پر کلوروفارم دیا گیا تھا۔" ڈاکٹر بولا۔

''شکریہ ڈاکٹر۔ بس مجھے اب اور کچھ نہیں پوچھنا ہے۔ ویسے حالت تشویش ناک تو نہیں ہے۔''

''نہیں یہ بھی حیرت انگیز بات ہے کہ خون زیادہ مقدار میں نہیں نکلا۔ حالانکہ چھ گھنٹے میں سارے جسم کی رگیں خشک ہونی چاہیے تھیں۔''

''حیرت انگیز کیوں خون جم گیا ہوگا۔ سردیوں کے دن ہیں۔''

''نہیں کرنل صاحب۔ زخم پر کسی دوا کے آثار بھی ہیں جس نے خون جمنے سے پہلے ہی رگوں کے منہ بند کر دیئے تھے۔''

فریدی خاموش ہی رہا۔ حمید اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ ڈاکٹر سے مصافحہ کر کے اسی راہداری میں مڑ گیا جس میں کچھ دیر پہلے لیڈی شمشاد داخل ہوئی تھ۔ وہ انہیں ایک کمرے میں مل گئی۔

''اب میں سر شمشاد کو بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔'' فریدی نے کہا۔

''چلو..... مگر..... ڈاکٹر نے کیا کہا ہے۔''

''اوہ..... آپ فکر نہ کیجئے۔ ڈاکٹر مطمئن ہیں۔ خارج ہونے والے خون کی مقدار تشویشناک نہیں ہے۔''

''تم سچ کہہ رہے ہونا۔'' لیڈی شمشاد روہانسی ہو کر بولی۔

''بالکل فکر نہ کیجئے۔'' فریدی اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا۔ ''چلئے۔''

وہ سر شمشاد کی خواب گاہ میں آئے اور حمید اُسے دیکھ کر متحیر رہ گیا۔ وہ اس سے پہلے بھی اسے بارہا دیکھ چکا تھا مگر اب اُسے پہچاننے میں بھی دشواری ہو سکتی تھی۔ گال بیٹھ گئے تھے اور آنکھیں دھنس گئی تھیں۔ جن کے گرد سیاہ حلقے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سالہا سال سے صاحب فراش رہا ہو۔

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ اتنے بدل گئے ..ں گے۔'' فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔

''بس دیکھ لو۔ اسی وقت سے حالت بگڑنی شروع ہو گئی تھی۔ جب دوسری بار وہ نامراد تحریر ان کی پشت پر دیکھی گئی تھی۔''

''اس درمیان میں بھی انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔''

''ہرگز نہیں۔ اگر بتاتے تو میں تمہیں ضرور اطلاع دیتی۔''

''اوہو..... اچھا چلئے۔ باہر گفتگو کریں گے۔''

وہ پھر خواب گاہ سے باہر آ گئے۔ حمید زخم نہیں دیکھ سکا تھا کیونکہ بائیں پیر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ویسے اس کی خواہش تھی کہ ایک نظر زخم کو بھی دیکھ لیتا مگر جب فریدی ہی نے اس قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا تو وہ اپنی زبان کیسے کھولتا۔

وہ ایک دوسرے کمرے میں آئے۔

''میں ان کے سارے احباب کو بھی چیک کر چکا ہوں۔'' فریدی نے کہا۔ ''مگر ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔''

''مگر انگلی کیسے کٹی۔ اس کا مطلب ہے.....!''

''مطلب تو ابھی تک کسی چیز کا بھی واضح نہیں ہو سکا۔ تحریر ہی کے متعلق ہم نے یا کسی نے کیا معلوم کر لیا ہے۔''

''پھر بتاؤ میں کیا کروں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ میں پاگل ہو جاؤں گی۔''

''فکر نہ کیجئے۔ جلد ہی کوئی بہتر صورت پیدا ہوگی۔'' فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ سر شمشاد کے کسی دشمن سے بھی واقف ہیں۔''

''نہیں! ویسے تو ایک نہیں ہزاروں دشمن ہوں گے۔ کاروبار میں ہر قسم کی دشمنیاں چلتی رہتی ہیں۔''

''بہرحال آپ کوئی ایسی بات نہیں بتا سکتیں جس سے تفتیش کو کسی خاص رخ پر آگے بڑھایا جا سکے۔''

''میں سوچوں گی۔ اس وقت تو میرا دماغ قابو میں نہیں ہے۔''

''ان کی نجی ڈاک گھر کے پتہ پر آتی ہے یا دفتر کے پتہ پر۔''

''ڈاک دفتر کے پتہ پر آتی ہے اور نجی خطوط یہ دفتر میں نہ ہوں تو گھر آ جاتے ہیں۔''

''ان دنوں کی ڈاک کہاں ہے۔''

''اس کے لئے ان کے مخصوص ملازم سے گفتگو کرنی پڑے گی۔''

تقریباً آدھے گھنٹے تک فریدی ملازم سے حاصل کئے ہوئے خطوط دیکھتا رہا لیکن حمید نے اس کے چہرے سے اندازہ کرلیا تھا کہ اُسے کوئی کام کی بات نہیں معلوم ہوسکی۔

فریدی کی دوسری تجویز یہ بھی تھی کہ سر شمشاد کے نجی صندوقوں کی تلاشی لی جائے۔ لیکن لیڈی شمشاد اس پر رضا مند نہیں ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ کام سر شمشاد کی لاعلمی میں ہرگز نہ ہوسکے گا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ فریدی نے لیڈی شمشاد کو بہتیری تشفی دی تھی، لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں مٹے تھے۔

راہ میں حمید نے پچھلی رات کا قصہ چھیڑ دیا۔ ابھی تک اس نے فریدی کو اس سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ اس نے پچھلی رات کا کچھ حصہ کٹی پرکنس کے ساتھ بھی گزارا تھا۔

''جمی کارٹر اور ٹونی میں دونوں ہی سے واقف ہوں۔ یہ بہت ہی شاطر قسم کے شار پر ہیں۔ اول درجے کے مکار اور تم بڑے گدھے ہو کہ تم نے اس کا تذکرہ پہلے ہی نہیں کیا۔'' فریدی غرایا۔

''پہلے سے مراد ہے..... غالباً ناشتے سے پہلے۔'' حمید دردناک آواز میں بولا۔ ''مگر ابھی ہم نے ناشتہ کیا ہی کب ہے۔''

''بکواس مت کرو۔ ہوسکتا ہے کارٹر اور ٹونی ہی نے کوئی جال پھیلایا ہو۔''

''ناشتے سے پہلے اب میرے حلق سے آواز بھی نہ نکل سکے گی۔ ویسے ابھی میرے پاس بہتیری اہم اطلاعات ہیں۔''

فریدی نے کار ایک ریستوران کے سامنے روک دی۔

''چلو اترو۔'' فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ''پہلے کچھ زہر مار کرلو۔''

''پہلے ہی زہر مار کروا دیا ہوتا تو کیا حرج تھا۔''

وہ ریستوران میں آبیٹھے اور حمید ہی نے اپنی پسند سے آرڈر دیا۔

اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ مختلف چیزوں کے بڑے بڑے ٹکڑے نگلتا ہوا کہہ رہا تھا۔ ''ان دونوں گدھوں کو اس کا علم ہے کہ کٹی پرکنس کرنل اسمتھ کی بیوی بھی ہے۔''

''یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔''

''صرف زبان ہلا کر۔'' حمید نے کافی سعادت مندانہ انداز میں جواب دیا۔

''حمید میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔''

''اس کے باوجود بھی زبان ہلانے کے لئے ناشتے کا محتاج رہوں گا۔ کیونکہ ناشتہ ہر حال میں گردن سے گزرتا ہے۔ خواہ وہ ٹوٹی ہوئی ہو یا نہ ہو۔''

فریدی بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

''اوہاں۔'' حمید جلدی سے بولا۔ ''تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بات مجھے کٹی ہی نے بتائی تھی کہ وہ دونوں اس حقیقت سے لاعلم ہیں۔''

''اور کٹی ہی نے گرینج بار کا واقعہ بھی بتایا تھا۔''

''جی ہاں۔''

''ہوں۔'' فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ''ٹونی تم دونوں کو وہیں چھوڑ کر اٹھ گیا تھا۔''

''یہ بھی درست ہے۔''

''تمہیں یقین ہے کہ ہائی سرکل نائٹ کلب کا اندھیرا لائین کی خرابی کا نتیجہ نہیں تھا۔''

''خود کلب ہی کی طرف سے مائیک پر اس کا اعلان ہوا تھا کہ صرف عمارت ہی کے برقی نظام میں کوئی گڑبڑ ہوگئی تھی۔''

اور پھر روشنی ہونے پر جمی کارٹر اور وہ لڑکی وہاں نظر نہیں آئے تھے۔

''یہ بھی درست ہے۔''

''اس کا ردعمل کٹی پرکنس پر کیا ہوا تھا؟''

''وہ بہت زیادہ مغموم نظر آنے لگی تھی۔ بلکہ کچھ دیر تک روتی بھی رہی تھی۔''

''پھر تم دونوں کہاں گئے تھے۔''

''پھر وہ چلی گئی تھی اور میں وہیں بیٹھا سر پیٹتا رہا۔''

فریدی نے پھر کوئی سوال نہ کیا۔ ناشتہ ختم کر کے وہ کاؤنٹر پر آئے۔ حمید تو بل کی رقم ادا کرنے لگا اور فریدی نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے۔

''ہیلو! گیت یووا۔'' اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ''ٹونی کہاں ہے۔ میں جمی کارٹر بول رہا ہوں۔ اوہ..... شکریہ۔''

''فریدی نے سلسلہ منقطع کر دیا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔''

کار پھر چل پڑی اور فریدی نے پوچھا۔ ''تو ٹونی کٹی کو ہائی سرکل میں اسی لئے لے گیا تھا کہ اُسے جمی کو اس لڑکی کے ساتھ دکھائے۔''

''ہاں..... کٹی نے تو یہی بتایا تھا۔ مگر اب ہم کہاں جارہے ہیں۔''

''میں ٹونی کو چیک کروں گا۔''

''ٹونی کی سات پشتوں کو چیک کیجئے۔ میں ناشتہ کر چکا ہوں۔'' حمید نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔ ویسے حقیقتاً وہ اس کیس میں کافی دلچسپی لے رہا تھا۔

''کیا آپ کرنل اسمتھ سے نہیں ملیں گے۔'' اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

''ملوں گا۔ مگر اس سے پہلے ہی ٹونی کو چیک کروں گا۔''

''وہ کہاں ملے گا۔''

''اپنے گھر پر۔ کیونکہ وہ ابھی تک آفس نہیں پہنچا۔''

''آفس.....!'' حمید نے حیرت سے دہرایا۔

''ہاں۔ کیوں تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے۔ وہ ایک جاپانی فرم میں اسسٹنٹ منیجر کی حیثیت سے کام بھی کرتا ہے۔''

''اس سے زیادہ حیرت مجھے اس بات پر ہے کہ آپ کو اس جاپانی فرم کے ٹیلی فون نمبر بھی یاد تھے۔''

''ہاں.....!''

''اسے میں کیا سمجھوں۔ ارے دنیا کی کوئی ایسی بات بھی ہے جو آپ کے علم میں نہ ہو۔''

فریدی ہنسنے لگا پھر بولا۔ ''اب تم غالباً شرلاک ہومز والی پھبتی دہراؤ گے۔''

''نہیں۔ میں کسی دن حیرت کی زیادتی کی وجہ سے مرہی جاؤں گا۔''

''بات یہ ہے کہ اس فرم سے تعلق رکھنے والے بعض افراد سے میں ان دنوں ملتا رہا ہوں۔''

''اوہو.....اب میں سمجھا۔ جاپانی فرم ہے نا۔''

''ہاں جاپانی۔ مگر بہت دیر میں سمجھے۔''

''تو کیا اس فرم سے ٹویوڈا کا کوئی تعلق ثابت ہوتا ہے۔''

''مجھے شبہ ہے۔''

ٹویوڈا کے چکر میں فریدی عرصہ سے تھا۔ ٹویوڈا ساری دنیا میں جاپان کا فتنہ کہلاتا تھا اور دنیا کے کسی بھی ملک میں اس کی موجودگی ناممکن نہیں سمجھی جاتی تھی۔ فریدی کو شبہ تھا کہ وہ ان دنوں اسی کے ملک میں مقیم ہے نہ صرف ملک بلکہ دارالسلطنت میں۔

''تم ٹویوڈا کے متعلق کیا جانتے ہو۔'' فریدی نے پوچھا۔

''جو کچھ نہ جانتا ہوں گا وہ آپ جانتے ہوں گے۔'' حمید نے لاپروائی سے کہا۔

''اس لئے کوئی فرق نہیں پڑسکتا۔''

فریدی پھر ہنسنے لگا۔ کار سینٹ جوزف کالونی میں داخل ہورہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے مکان کے سامنے رک گئی۔ وہ دونوں اترے اور فریدی برآمدے کیطرف بڑھتا چلا گیا۔

پھر وہ کافی دیر تک کال بل کا بٹن دباتا رہا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ تنگ آ کر حمید نے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔ مگر جواب ندارد۔ آخر وہ گھوم کر عمارت کی پشت پر پہنچے۔ لیکن ادھر بھی اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ وہ پھر برآمدے کی طرف واپس آئے جب کوئی اور صورت باقی نہ رہ گئی تو فریدی نے فیصلہ کیا کہ وہ دروازہ ہی توڑ دیا جائے۔ اتنی دیر میں وہاں اچھی خاصی بھیڑ ہوگئی تھی۔ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ دونوں محکمہ پولیس سے تعلق رکھتے ہیں۔

دروازہ توڑا گیا اور وہ اندر گھسے۔ مگر وہاں..... انہیں ٹونی کی لاش ملی۔ وہ فرش پر پیٹ کے بل پڑا ہوا تھا اور اس کی پشت میں ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔ آس پاس کی زمین خون سے سرخ تھی۔''

''فون..... کوتوالی۔'' فریدی نے حمید سے صرف اتنا ہی کہا اور پھر لاش کی طرف متوجہ ہو گیا۔

نئے اُلو

سینٹ جوزف کالونی کے پوسٹ آفس سے کوتوالی فون کر کے حمید پھر واپس آ گیا۔ اس وقت اس کے ذہن میں ٹویوڈا کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ مگر ٹویوڈا تھا کہاں اور فریدی کے شبہات کی بنیاد کیا تھی؟ اُسے کیسے علم ہوا تھا کہ ٹویوڈا دارالسلطنت میں مقیم ہے؟ حمید کے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

ٹویوڈا کوئی غیر معروف ہستی نہیں تھی۔ یورپ کے لوگ تو اُسے شیطان ہی کا جاپانی ترجمہ سمجھتے تھے اور اس کی شکارگاہ بھی یورپ ہی تصور کیا جاتا تھا۔ یورپ کے جس ملک میں بھی اس کی موجودگی کا شبہ کیا جاتا وہاں کے سرمایہ دار پوری نیند چھوڑ دیتے تھے اور انہیں ہر وقت ہوشیار رہنا پڑتا تھا۔

مگر ٹویوڈا..... یہاں؟ یہ بات حمید کے حلق سے نہیں اترتی تھی۔ آخر فریدی کو کس بناء پر یہاں اس کی موجودگی کا شبہ ہوا تھا۔ فریدی نے آج تک اپنے شبہے کی وجہ نہیں بتائی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک پولیس کار وہاں پہنچ گئی۔ کوتوالی انچارج کے ساتھ پولیس ہسپتال کا ڈاکٹر بھی آیا تھا۔

حمید کو ایک بار پھر باہر جانا پڑا کیونکہ وہ اپنے محکمے کے فنگر پرنٹ سیکشن کے فوٹوگرافروں کو فون کرنا بھول گیا تھا۔

واپسی پر اس نے فریدی کو چھان بین میں مشغول پایا۔ ڈاکٹر لاش کا معائنہ کر چکا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق قتل رات کے پچھلے حصے میں ہوا تھا۔ دو اور تین کے درمیان۔

فریدی خاموش تھا۔ اس نے ابھی تک نہ کسی سے اختلاف کیا تھا اور نہ کسی پوائنٹ کو موضوع بحث بنایا تھا۔ حالانکہ کئی آفیسروں نے بحث چھیڑنی بھی چاہی تھی، مگر فریدی ٹال گیا تھا۔

پھر وہ دونوں فوٹو گرافروں کو بعض ضروری ہدایات دیتے ہوئے باہر آ گئے۔

''کیا خیال ہے۔'' حمید نے کار میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''ٹویوڈا۔'' فریدی نے آہستہ سے جواب دیا۔

''کوئی دلیل۔''

''اوہ.....حمید.....کٹی پرکنس۔''

''کیا مطلب.....!''

''میرا خیال ہے کہ کٹی پرکنس بھی خطرے میں ہوسکتی ہے یا ہوسکتا ہے اب تک اس کا بھی یہی حشر ہو چکا ہو۔''

حمید کے دل کو دھچکا سا لگا۔ کسی عورت کا قتل ہمیشہ اس کے لئے تھوڑا بہت تکلیف دہ ضرور ہوتا تھا خواہ مقتولہ مجرمہ ہی کیوں نہ ہو اور کٹی تو بہت صاف گو تھی۔ وہ اگر چاہتی تو حمید کو جمی کارٹر کے متعلق کچھ نہ بتاتی۔ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کہ وہ کسی کی بیوی ہونے کے باوجود بھی دوسرے مردوں سے تعلقات رکھتی ہے۔

''کیوں نہ ہم اُسے بھی دیکھ لیں۔'' حمید نے کہا۔

''وہیں چل رہے ہیں۔''

''مگر ٹویوڈا۔ آخر آپ کس بناء پر یہاں اس کی موجودگی.....!''

''فی الحال اُسے الگ ہی رکھو۔'' فریدی بات کاٹ کر بولا۔

''میں الگ نہیں رکھوں گا۔ آپ کو بتانا پڑے گا۔''

''اگر تم نے اس کے متعلق کچھ معلوم بھی کرلیا تو کیا کرسکو گے۔''

''یہ بعد میں سوچوں گا۔''

''جو کچھ بھی سوچو گے غلط ہی سوچو گے۔''

''اگر غلط نہ سوچوں گا تو صحیح سوچوں گا۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی تیسرا معیار نہیں ہے۔''

''ٹویوڈا کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔''

''یورپ کا ہوّا۔ جو جاپان میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا خوف یورپ کے سرمایہ داروں پر اس طرح مسلط ہے کہ اکثر ٹویوڈا کے نام پر انہیں دوسرے بھی لوٹ لیتے ہیں۔''

''بس اتنا ہی جانتے ہو۔''

''اگر اس سے زیادہ جانتا ہوتا تو یہی نہ تسلیم کر لیتا کہ آج کل ٹویوڈا یہاں موجود ہے۔'' حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کتنی دیر سے انگارے چبا رہے ہو۔'' فریدی نے مسکرا کر پوچھا۔

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا تھا۔

''ٹویوڈا ایک مقامی سرمایہ دار کا تعاقب کرتا ہوا جرمنی سے یہاں آیا ہے۔ اس سرمایہ دار نے خود ہی مجھے اطلاع دی تھی کہ ٹویوڈا ایک شکاری کتے کی طرح اس کا پیچھا کر رہا ہے۔''

''تب پھر اُسے شبہ کیوں کہئے۔ آپ کو یقین ہونا چاہئے کہ ٹویوڈا یہاں موجود ہے۔''

''جب تک کہ مجھے واضح ثبوت نہ مل جائیں، میں کسی معاملے کو شبہات کی حدود سے نہیں نکلنے دیتا۔''

''اس سرمایہ دار کا کیا حشر ہوا۔''

''اُسے اپنے حشر کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ اگر اس کا شبہ درست ہے۔''

''کیوں؟''

''یہی تو تم نہیں جانتے۔'' فریدی مسکرایا۔ ''ٹویوڈا کا طریق کار یہی ہے۔''

''میں اب بھی نہیں سمجھا۔'' حمید جھنجھلا گیا۔

''بھئی انہیں اچانک ہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی نقصان ہو گیا۔ خواہ وہ نقصان سال

بھر سے کیوں نہ ہوتا رہا ہو۔ مثلاً تمہاری کوئی رقم کسی بینک کے سیونگ بینک اکاؤنٹ میں پڑی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ تم اس کی طرف سے مطمئن ہو۔ لیکن اچانک ایک دن تمہیں علم ہوگا کہ لاکھوں میں صرف پانچ روپے باقی بچے ہیں۔"

"جعلی چیک.....!"

"ہاں..... یا تو وہ خود ہی جعلی دستخط بنانے کا ماہر ہے یا اس کے گروہ کا کوئی آدمی۔"

"وہ سرمایہ دار دراصل ایک تجارتی معاہدے کے سلسلے میں جرمنی گیا تھا۔ ٹویوڈا کو کسی وجہ سے یہ معاہدہ پسند نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ٹویوڈا کی اس ناپسندیدگی کے پس منظر میں کسی دوسرے سرمایہ دار کا مفاد ہو۔ وہ اکثر دوسروں کے لئے کام بھی کرتا ہے۔"

"کیا وہ سرمایہ دار سر شمشاد ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ ان آٹھوں اُلوؤں میں سے ایک بھی نہیں ہے۔"

"مگر وہ اس سرمایہ دار کا تعاقب کیوں کر رہا تھا۔"

"اس نے اُسے وارننگ دی تھی کہ اگر اس نے جرمنی کی کسی فرم سے کوئی معاہدہ کیا تو وہ قبر تک اس کا تعاقب کرے گا۔ ٹویوڈا کی وارننگ کچھ اس قسم کی ہوتی ہے جو لوگوں کو ذہنی ہیجان میں مبتلا کر دے۔ لوگ نہیں جانتے کہ وہ کیا کیا کر گزرے گا۔ اس لئے اس کی وارننگ ہی ان کی موت کا پیغام بن جاتی ہے اور وہ جو کچھ بھی کہتا ہے کر گزرتا ہے۔ خواہ اس کے لئے کتنی ہی دشواریاں کیوں نہ پیدا کر دی جائیں۔"

"اوہ.....تب میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کی شامت ہی اُسے یہاں لائی ہے۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ کار کرنل اسمتھ کی کوٹھی کے قریب پہنچ گئی تھی۔ فریدی اُسے کمپاؤنڈ کے اندر لیتا چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ ملازم کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ فریدی نے کٹی پرکنس کے لئے اپنا کارڈ بھی بھجوایا لیکن ملازم کو یقین نہیں تھا کہ وہ اندر موجود ہی ہوگی۔

اپنے خیال کے مطابق وہ بے نیل و مرام واپس آیا۔ وہ اندر موجود نہیں تھی۔ لیکن نوکر کے

پیچھے ہی کرنل اسمتھ کی شکل بھی نظر آئی۔ وہ ایک دبلا پتلا اور لمبا آدمی تھا۔ گو اس کی عمر اب ڈھل گئی تھی، لیکن پھر بھی اس کی آنکھوں سے جوانوں کی سی چستی اور طاقت کا اظہار ہوتا تھا۔

''آپ کٹی پرکنس سے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔'' کرنل اسمتھ نے فریدی کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''وہ میری دوست ہیں۔'' حمید بول پڑا۔

''میں آپ دونوں کو پہچانتا ہوں۔'' کرنل اسمتھ غرایا۔

''یقیناً ہماری خوش قسمتی ہے کرنل اسمتھ'' فریدی مسکرایا۔

''لیکن میرا ہاتھ دوست کے لئے نہیں بڑھ سکتا۔''

''یہ بھی ظاہر ہے۔''

''میں نہیں چاہتا کہ آپ لوگ میرے گھر تشریف لائیں۔'' اس نے بلند آواز میں کہا۔

''پھر میں دوست سے کہاں ملا کروں کرنل۔'' حمید نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''جہنم میں۔'' کرنل اسمتھ تقریباً چیخ پڑا۔ ''اگر وہ تمہاری دوست ہے تو اُسے یہاں سے لے جاؤ۔ اپنے ساتھ رکھو لیکن میرے گھر پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''اوہو..... تم اپنی بیوی کی توہین کر رہے ہو۔'' فریدی نے کہا۔

''وہ میری بیوی ہے اس لئے تمہیں اس کی فکر نہ ہونی چاہئے۔''

''مجھے اس کی فکر ہے۔''

''کیوں؟''

''وہ خطرے میں ہے کرنل اسمتھ۔''

''گڈ.....!'' کرنل اسمتھ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ لیکن ان سے حیرت بھی جھانک رہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہا پھر بولا۔ ''یہ خطرہ کب تک خطرے ہی کے اسٹیج میں رہے گا۔''

''میں نہیں سمجھا۔'' فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

''خطرہ ٹل جائے تو اُسے کیا کہیں گے۔'' کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''اگر شوہر کے سر سے خطرہ ٹل جائے تو بیوی بیوہ نہیں کہلائے گی۔'' حمید بول پڑا۔ ''اور

اگر بیوی کے سر سے خطرہ ٹل گیا تو شوہر کی شامت بدستور موجود رہے گی۔ کیا سمجھے۔"

"میں تم سے بات نہیں کر رہا ہوں۔" کرنل اسمتھ کسی بدمزاج بوڑھی عورت کی طرح نتھنے پھلا کر بولا۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ کٹی مر جائے۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہاں میں یہی چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ اگر آج ہی اس کی لاش مل گئی تو میں تمہیں پھر تکلیف دوں گا۔" فریدی نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔

"اُوہ..... آہ.....!" کرنل اسمتھ کھانس کر بولا۔ "ٹھہرو..... ٹھہرو۔ پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔"

فریدی رک گیا۔

"میں یہ کہہ رہا ہوں۔" اس نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "کہ تم ابھی اس کی موت کے خواہاں ہونے کا اعتراف کر چکے ہو۔ اس لئے اگر اس کی لاش ہی ملی تو.....!"

"مم..... مطلب..... یہ کہ..... میں سمجھتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو لیکن اس کی موت کا تعلق میری ذات سے نہیں ہو سکتا۔"

"اسے تو صرف عدالت ہی میں ثابت کیا جا سکے گا۔"

"ہوں.....!" اس نے آنکھیں نکال کر ہونٹ سختی سے بھینچ لئے اور پھر بولا۔ "تو میں یہ سمجھ لوں کہ میرے لئے کوئی جال پھیلایا جا رہا ہے۔"

"کس قسم کا جال..... کرنل اسمتھ۔"

"یہ کٹی جان سکتی ہے۔ یا تم جان سکتے ہو۔"

"اوہو تو کیا تمہاری بیوی تمہارے لئے کسی قسم کا جال بھی پھیلا سکتی ہے۔"

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ کٹی نے تمہیں میرے خلاف بھڑکایا ہے۔"

''میں تمہارے متعلق کیا نہیں جانتا اور کب سے نہیں جانتا۔'' فریدی کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔

''لیکن جاننے کے باوجود بھی میرا کیا بگاڑ سکے۔''

''یہ ایک دوسری بحث ہے اس وقت اس میں نہیں پڑنا چاہتا تھا لیکن اگر تم نے اپنی اور کٹی کی پوزیشن صاف نہ کی تو تم دونوں ہی پریشانیوں کا شکار ہو جاؤ گے۔''

''جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں قطعی مطمئن ہوں کیونکہ پریشانیوں سے نپٹنا میرا محبوب مشغلہ ہے لیکن بتاؤ کہ کٹی کو کس بات کا خطرہ لاحق ہے۔''

''ہم زیادہ دیر تک کھڑے نہیں رہ سکتے۔'' حمید نے کہا۔

''مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی چھت کے نیچے پولیس والوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔''

''تب تم دوبارہ اُلو ہو اور تیسری بار نہیں ہو۔'' حمید نے کہا اور کرنل اسمتھ یک بیک اس طرح چونک پڑا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں اور آنکھوں میں بادل سے چھا گئے تھے۔ پہلی سی آب و تاب باقی نہیں رہی تھی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ یہی ہوتا مگر اُسے برآمدے کے ستون کا سہارا مل گیا۔

حمید نے فریدی کے ہونٹوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ دیکھی۔ ویسے حمید ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ اس اُلو کے حوالے کے لئے اس سے باز پرس نہ کر بیٹھے۔

''کیا تمہاری طبیعت کچھ خراب ہے۔'' فریدی آگے بڑھتا ہوا بولا۔

''جاؤ..... خدا کے لئے چلے جاؤ۔ جاؤ یہاں سے۔'' کرنل اسمتھ نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔ ''اس سُور کی بچی نے آخر..... نہیں کچھ نہیں..... جاؤ۔''

پھر یک بیک وہ حلق پھاڑنے لگا۔ پاگلوں کی طرح چیخنے لگا۔ ''نکل جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ..... بھاگو۔ ورنہ میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔ میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ میں تمہیں ملازمت نہیں دے سکتا۔ تم لٹیرے معلوم ہوتے ہو..... جاؤ۔''

اس کے بعد وہ اپنے نوکروں کو پکارنے لگا۔

''آؤ چلیں۔'' فریدی حمید کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے بولا۔

''دو چار ہاتھ نہ جھاڑ دوں۔''

''نہیں..... بیکار باتیں نہ کرو۔''

وہ تیزی سے چلتے ہوئے کار کی طرف آئے اور پھر فریدی نے وہاں سے روانہ ہو جانے میں اتنی جلدی کی جیسے وہ سچ مچ کرنل اسمتھ سے دب گیا ہو۔

حمید بُری طرح جھلایا تھا۔ اگر وہ تنہا ہوتا تو شائد کرنل اسمتھ ہسپتال پہنچ گیا ہوتا۔

''یہ کیا کیا آپ نے۔''

''یہی مناسب تھا۔''

''اتنی عقل میں بھی رکھتا ہوں کہ یہ لوگ اپنے اُلو پن کا راز چھپانا چاہتے ہیں۔''

''جانتے ہو لیکن اس کے باوجود بھی میرے دماغ کے لئے دیمک بننے کی کوشش کرتے ہو۔'' فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ کٹی بھی ختم کردی گئی۔''

''ہاں۔ گھر میں تو اس کی موجودگی نہیں ثابت ہوتی۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ کئی طرح کے خیالات اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہو گئے تھے اور وہ انہیں مربوط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سر شمشاد کا معاملہ اور دوسرے سات آدمی جن میں کرنل اسمتھ بھی شامل تھا کٹی کی کہانی.....ٹونی کا قتل.....ان کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ظاہر ہوتا تھا۔ لیکن یہ بھی ممکن تھا کہ کٹی نے اُسے اصلیت ہی سے نہ آگاہ کیا ہو۔ اس نے اُسے جمی کارٹر کی کہانی سنائی تھی۔ لیکن خود حمید کے پاس اس کا کیا ثبوت تھا کہ وہ کہانی درست ہی تھی اور اگر درست بھی ہوتی تو اس کا کرنل اسمتھ اور دوسرے سات آدمیوں کے اُلو پن سے کیا تعلق ہوتا۔

وہ سوچتا رہا اور آخر اس نتیجے پر پہنچا کہ کٹی خود ہی ان سارے حادثات کی ذمہ داری ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا ریکارڈ بھی اچھا نہیں تھا۔

دفعتاً فریدی نے ایک ٹیلی فون بوتھ کے قریب کار روک دی اور خود اُتر گیا۔

حمید اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ واپسی جلد ہی ہوگئی۔

''گھر پر کٹی موجود ہے۔'' فریدی نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کس کے گھر پر۔''

''اپنے یہاں۔ میں نے نصیر کو فون کیا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ لیڈی شمشاد کی طرف سے کوئی پیغام تو نہیں ہے لیکن وہ ایک برقعہ پوش یوریشین عورت کی کہانی لے بیٹھا۔''

''برقعہ پوش یوریشین عورت.....کیا مطلب.....''

''کٹی برقعے میں آئی ہے۔'' فریدی نے کہا۔ ''حمید نے محسوس کیا کہ وہ کار کی رفتار بتدریج تیز کرتا جارہا ہے۔

کٹی برقعے میں آئی ہے۔ وہ سوچنے لگا۔ تو کیا اس نے بھی خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔

دفعتاً فریدی بولا۔ ''کیا تم کٹی پر اعتماد کرلو گے۔''

''ہام.....!'' حمید نے ایک طویل سانس لی، تھوڑی دیر تک سر کھجاتا رہا پھر بولا۔ ''کٹی پر آج سے دس سال پہلے ضرور اعتماد کرلیتا مگر اس وقت شائد وہ تمیں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ مگر یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ اس سوال کا مقصد کیا ہے۔''

''ہوسکتا ہے خود کٹی ہی نے کسی قسم کا جال پھیلایا ہو۔ کیا تم نے نہیں محسوس کیا کہ کرنل اسمتھ اس سے کتنی نفرت ظاہر کررہا تھا۔''

''جی ہاں.....لیکن میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اُلو کے تذکرے پر اس کی حالت غیر ہوگئی تھی۔''

''بہت اچھے۔ تم غالباً یہ کہنا چاہتے ہو کہ اگر اس کی حالت غیر نہ ہوئی ہوتی تو صرف اسی صورت میں کٹی پر شبہ کیا جاسکتا۔ ہاں میں بھی یہی سوچتا ہوں۔ اُلو والا معاملہ بظاہر کٹی یا اس کی امکانی سازشوں سے متعلق نہیں ہوسکتا۔ کرنل اسمتھ اُلو کے تذکرے پر بہت زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگا تھا اور یہ کوئی بات بھی نہیں تھی۔ ان آٹھوں کا یہی حال ہے۔ وہ صرف خوفزدہ نظر آتے ہیں لیکن خوف کی وجہ کسی نے بھی نہیں بتائی۔ ہوسکتا ہے کرنل اسمتھ کٹی سے اسی بناء پر متنفر ہوگیا ہو کہ اس نے اُلو کی کہانی ہم تک پہنچائی تھی۔''

''کیا آپ نے اس کے انداز گفتگو پر غور کیا تھا۔'' حمید نے پوچھا۔

''جب تم کر سکتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ میں.....!''

''اس کے متعلق کیا خیال ہے۔'' حمید نے فریدی کو جملہ پورا نہیں کرنے دیا۔

''وہ غالباً کسی کو اپنی گفتگو سنانا چاہتا تھا۔ لہٰذا غیر ضروری طور پر بلند آواز سے بول رہا تھا۔ اس غیر فطری انداز تخاطب کو ایک بچہ بھی محسوس کر لیتا۔ تم نے کونسا بڑا تیر مارا ہے حمید صاحب۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ کچھ دیر بعد کار کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔

جیسے ہی وہ برآمدے میں داخل ہوئے نصیر نے فریدی کو ایک لفافہ دیتے ہوئے کہا۔

''صاحب وہ چلی گئی۔''

''ہوں.....!'' فریدی نے لفافہ چاک کر کے خط نکالا اور پھر اُسے فوراً ہی حمید کی طرف بڑھا دیا۔

''ہائیں.....!'' حمید کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

فریدی نصیر سے پوچھ رہا تھا۔ ''کیا وہ وہی عورت تھی جو پچھلی شام کو یہاں آئی تھی۔''

''جی نہیں۔ صاحب.....وہ تو نہیں تھی۔''

حمید فریدی کا منہ دیکھنے لگا اور فریدی نے کہا۔ ''اس نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ وہ کوئی برقعہ پوش یوریشین لڑکی ہے۔ میں نے سوچا ممکن ہے کٹی ہو.....لیکن.....!''

حمید نے ایک بار پھر خط پر نظر ڈالی جس میں تحریر تھا۔

''تم دونوں بھی اُلو ہو۔ اس لئے آج رات اپنے انگوٹھوں کی اچھی طرح حفاظت کرنا۔''

گردن اور چیخیں

فریدی نے نصیر سے پوچھا۔ ''کیا اس نے کچھ دیر انتظار کیا تھا۔''

''جی ہاں۔ جب آپ کی کال آئی تھی میں نے اُسے بھی بتایا تھا کہ آپ جلد ہی واپس آ جائیں گے۔ لیکن اس نے لفافہ نکال کر دیا اور بولی کہ وہ اب دو منٹ بھی انتظار نہیں کر سکے گی۔ یہ لفافہ آپ کو دے دیا جائے۔''

''ہوں.....!'' فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ''وہ بیٹھی کہاں تھی۔''

''ڈرائنگ روم میں۔''

''چلو مجھے بتاؤ۔ کہاں۔'' فریدی ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

نصیر نے ڈرائنگ روم کی ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور فریدی جھک کر اس کے ہتھوں کا جائزہ لینے لگا۔ تقریباً دس منٹ تک وہ مشغول رہا پھر سیدھا کھڑا ہو کر محدب شیشہ جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ ''بہت چالاک تھی۔ اس نے کسی قسم کے نشانات نہیں چھوڑے۔''

حمید نصیر سے اس کا حلیہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ نصیر کبھی کچھ بتاتا اور کبھی کچھ۔ شاید اُسے حلیہ یاد ہی نہیں تھا۔ یا وہ لڑکی ہی اتنی چالاک تھی کہ اس نے کسی کو بھی اپنا تفصیلی جائزہ نہ لینے دیا ہو۔

''اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ وہ ٹو یوڈا ہی ہو سکتا ہے۔'' فریدی نے کچھ دیر بعد کہا۔

''وہ کوئی بھی ہو۔'' حمید غمگین آواز میں بولا۔ ''میں اسے پسند نہیں کروں گا کہ کسی کو ٹھینگا دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جاؤں۔''

''فضول باتیں نہ کرو۔'' فریدی نے خشک لہجے میں کہا وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

''مگر اس خط میں وضاحت نہیں ہے کہ انگوٹھے ہاتھ کے ہوں گے یا پیر کے۔'' حمید بولا۔

نیلم اس وقت کوٹھی میں موجود نہیں تھی ورنہ شاید وہ فائدے ہی میں رہتے۔ جب وہ واپس آئی اور اُسے واقعات کا علم ہوا تو اس نے بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دیا اور حمید کو اس قدر پریشان کیا کہ اسے اپنے کمرے میں بند ہو جانا پڑا..... وہ اُسے اسی طرح پریشان کرتی تھی۔

کچھ دیر تک اُس نے کمرے کا دروازہ نہیں کھولا۔ پھر باہر نکلنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ فریدی نے تجربہ گاہ سے اُسے مخاطب کیا تھا۔

''یہاں آجاؤ۔'' اس نے کہا۔ ''نیلم شمشاد ولا جا چکی ہے۔''

''ارے تو کیا میں نیلم سے ڈرتا ہوں۔'' حمید نے جھلا کر کہا۔

''یہ تم ہی بہتر جان سکتے ہو۔''

''وہ شمشاد ولا کیوں گئی ہے۔''

''ایک اسکیم ہے۔ وقت نہ برباد کرو۔ یہاں آجاؤ۔''

حمید نے ایک طویل سانس کیساتھ ریسیور کریڈل میں رکھ دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

فریدی تجربہ گاہ میں تنہا تھا اور حمید کو وہ بیکار ہی نظر آیا یعنی وہ نہ تو ''تجربے'' کی میز پر تھا اور نہ اس طرف تھا جہاں میک اپ کا سامان رہتا ہے۔

''میرا خیال ہے کہ تم اس لفافے کے متعلق بہت کچھ سوچتے رہے ہو'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ ضرورت ہی کیا تھی۔ اس قسم کے دعوت ناموں کا انجام پلاؤ اور بریانی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔''

''حمید سنجیدگی اختیار کرو۔ کہیں سچ مچ تمہیں اپنے انگوٹھے سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔''

''اس کے بعد ہاتھ دھونے ہی پڑیں گے۔'' حمید نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت تجربہ گاہ کے فون کی گھنٹی بجی۔

دوسری طرف سے بولنے والا نصیر تھا۔ اس نے اطلاع دی کہ خواب گاہ والے فون پر فریدی کی کال ہے۔

''اسی فون سے کنکٹ کردو۔'' فریدی نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ''ہیلو! یس فریدی اسپیکنگ۔ کون جمی کارٹر..... مگر میں کسی جمی کارٹر سے واقف نہیں..... اوہ..... مگر ٹھہرو...... تم ٹونی کے ساتھیوں میں سے تو نہیں ہو۔ اچھا..... اچھا..... دیکھو..... فوراً کوتوالی پہنچ جاؤ۔ یہ میرا نیک مشورہ ہے۔ پولیس کو تمہاری ضرورت ہے۔ ٹونی کے قتل کے سلسلے میں۔ ہاں پچھلی رات..... کسی نے ٹونی کو قتل کر دیا..... کیوں..... ہاں کیپٹن حمید موجود ہیں مگر تم ان سے جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہو مجھ سے کہو..... اچھا..... اچھا..... ٹھہرو۔''

وہ خاموش ہو کر حمید کی طرف مڑا۔

اب ریسیور حمید کے ہاتھ میں تھا اور وہ پلکیں جھپکاتا ہوا کہہ رہا تھا۔ ''ہیلو..... حمید اسپیکنگ.....!''

''کیپٹن..... میں جمی کارٹر ہوں۔ خدا کے لئے بتایئے کہ کٹی کا کیا حشر ہوا۔ ٹونی کی موت کی خبر تو میں نے سن ہی لی۔''

''میں نہیں جانتا کہ تم کس کٹی کا تذکرہ کرر ہے ہو۔'' حمید نے خشک لہجے میں کہا اور فریدی نے اس انداز میں اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی جیسے وہ حمید کے اس جواب سے مطمئن ہو۔

دوسری طرف سے بولنے والا کہہ رہا تھا۔ ''او کیپٹن..... وہ عورت جو پچھلی رات کو آپ کے ساتھ ہائی سرکل نائٹ کلب میں تھی۔''

''اوہ..... وہ..... کرنل اسمتھ کی بیوی۔ ہاں تھی تو۔''

''میں کٹی پرکنس کی بات کررہا ہوں کیپٹن۔ وہ کسی کرنل اسمتھ کی بیوی نہیں ہے۔''

''اگر وہ کسی کرنل اسمتھ کی بیوی نہیں ہے تو میں کسی کٹی پرکنس کو نہیں جانتا۔ ہاں وہ مقتول ٹونی ضرور اس کے ساتھ تھا۔''

دوسری طرف سے ہلکی سی ہنسی کی آواز آئی جو یقیناً اضطراری ہی تھی۔ کیونکہ اس کے بعد بولنے والے کے لہجے میں مزید سنجیدگی کا اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''ممکن ہے اس نے آپ کو یہی بتایا ہو کہ وہ کسی کرنل اسمتھ کی بیوی ہے۔ خیر بہرحال میں آپ سے صرف اس عورت کی خیریت دریافت کرنا چاہتا ہوں۔''

''میرے ساتھ ہر قسم کی عورتوں کی خیریت ہی رہتی ہے، خواہ کسی کی بیوی ہوں۔''

''میں پوچھتا ہوں وہ زندہ ہے یا مر گئی۔'' دوسری طرف سے جھلا کر کہا گیا۔

''اگر مری نہ ہوگی تو زندہ ہی ہوگی۔''

''خدا سمجھے۔ اچھا اگر آپ کسی بہت بڑے مجرم پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہوں تو ہیوئیشام لاج کے گرد گھیرا ڈال دیجیے۔''

''میں فی الحال صرف شام کی چائے پینا چاہتا ہوں۔ مگر تم ہو کہاں۔ کوتوالی آ کر ٹونی کے سلسلے میں اپنی پوزیشن صاف کرو۔ میرا خیال ہے کہ ٹونی کے قاتل تم ہی ہو سکتے ہو۔''

''یہ خیال نہیں بلکہ مجھ پر سراسر ظلم ہے۔''

''کیوں.....!'' حمید غرایا۔

''کیونکہ اگر میں بھی پچھلی رات ہوشیار نہ رہتا تو میرا بھی وہی حشر ہوتا جو ٹونی کا ہوا ہے۔''

''کیوں.....؟''

''کیا کٹی نے میرے متعلق کوئی گفتگو کی تھی۔''

''میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ ویسے تمہارا نام ٹونی کے دوستوں کی فہرست میں ضرور دیکھا تھا۔''

''یہ حیرت کی بات ہے کہ آپ ٹونی کو پہچانتے ہیں اور مجھے نہیں پہچانتے۔''

''میں اسے بھی نہیں پہچانتا تھا۔ آج اس کی لاش دیکھ کر خیال آیا کہ اس آدمی کو تو پچھلی رات مسز اسمتھ کے ساتھ دیکھا تھا اور پھر اس کا نام بھی معلوم ہوا..... مگر تم ہو کہاں؟''

''یہ اسی صورت میں بتاؤں گا جب میری حفاظت کا ذمہ لیں۔''

''فضول باتیں نہ کرو۔ بتاؤ ورنہ ہوسکتا ہے کہ کوئی بڑی مصیبت تمہاری منتظر ہو۔''

''اس سے بڑی مصیبت اور کیا ہوگی کہ میں کھلے آسمان کے نیچے آنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ سنئے کیپٹن۔ میں نے کسی قسم کا کوئی فراڈ نہیں کیا۔ بلکہ خود ہی فراڈ کا شکار ہوتا رہا ہوں اور ٹونی کے قتل کے ذمہ دار صرف آپ ہیں اور آپ کی وجہ سے میں بھی موت کے گھاٹ اتر چکا ہوتا۔ مگر کٹی..... خدا کے لئے بتا دیجئے کہ اس کا کیا حشر ہوا؟''

''بکواس بند کرو۔'' حمید نے ریسیور کریڈل میں ڈال دیا۔

''کیوں؟'' فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

''ضروری نہیں کہ وہ جمی کارٹر ہی رہا ہو۔ ابھی ابھی ہم ایک برقعہ پوش عورت پر کٹی کا دھوکہ کھا چکے ہیں۔''

''وہ جمی کارٹر ہی تھا۔ میں اس کی آواز پہچانتا ہوں۔''

''رہا ہوگا۔'' حمید نے لاپروائی سے کہا۔ ''خواہ مخواہ دماغ چاٹ رہا تھا۔''

''کہا کیا اس نے۔''

حمید بُرا سامنہ بنائے ہوئے اس کی گفتگو دہراتا رہا۔

''تم سے حماقت سرزد ہوئی حمید۔'' فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔ ''اسے کچھ دیر اور الجھائے رہتے۔ دوسرے فون پر انکوائری سے معلوم کرلیتا کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے۔''

''تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سامنے نہیں آئے گا۔''

''موت کا خوف پولیس کے خوف سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔''

''آپ نے یقین کرلیا اس کی بکواس پر۔''

''نہ یقین کرنے کی صورت میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ جمی کارٹر ہی کسی سازش کا بانی ہے اور اگر اُلو والی سازش سے اس کا علاقہ جوڑو تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ کم از کم جمی کارٹر جیسے کندہ ناتراش کرنل اسمتھ کو خائف نہیں کرسکتے۔ تم کرنل اسمتھ کو کیا سمجھتے ہو۔ یہ وہ شخص ہے جسے ایک بار میں نے بھی قانونی گرفت میں لینے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا۔''

''کٹی کی کہانی میں آپ کو سنا چکا ہوں۔''

''ہاں..... آں..... نہ میں اس کی صحت سے انکار کرسکتا ہوں اور نہ یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس نے سب کچھ غلط کہا تھا۔ اس کے بیان کی تائید صرف ٹونی ہی کرسکتا تھا۔ مگر ہم اس سے اس وقت ملے جب وہ کسی قابل ہی نہیں رہ گیا تھا۔ اب فی الحال تاوقتیکہ کٹی سے دوبارہ ملاقات نہ ہو ہم کوئی رائے قائم نہیں کرسکیں گے۔ ویسے تمہیں کارٹر کی بات بھی سننی چاہئے تھی۔''

''ہیویشام لاج کے گرد گھیرا ڈال دیجئے۔'' حمید نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

''آج نہیں..... آج تو ہر حال میں وہی کرنا ہوگا جو میں سوچ چکا ہوں۔''

''انگوٹھوں کی حفاظت۔'' حمید کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔

''نہیں شائد اب کسی کی گردن کی حفاظت کرنی پڑے۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''ضروری نہیں ہے کہ سب کچھ تمہاری سمجھ ہی میں آجائے۔''

''پھر مجھے بلایا کیوں تھا۔''

''یہ بتانے کے لئے کہ آج رات تاروں کی چھاؤں میں بسر کرنی پڑے گی۔''

''کہاں؟''

''ابھی سے اس فکر میں نہ پڑو۔ جاؤ.....!'' فریدی نے کلائی کی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔''ہم نو بجے سے پہلے نہ روانہ ہوں گے۔ لہٰذا اگر تم کچھ دیر سونا بھی چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔''

''اعتراض تو آپ کو اس پر بھی نہ ہوگا اگر میں دو چار رائفلیں چبا ڈالوں یا ایک آدھ ریوالور نگل لوں۔''

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ اس الماری کی طرف متوجہ ہوگیا جس میں کئی رنگوں کے سیال متعدد مرتبانوں میں نظر آرہے تھے۔

حمید نیچے چلا آیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فی الحال شمشاد ولا کے علاوہ اور کوئی ایسی عمارت نہیں ہے جو فریدی کی توجہ کا مرکز بن سکے کیونکہ آٹھوں اُلوؤں میں سے ایک اپنے جسم کا ایک حصہ پُراسرار طور پر کھو چکا تھا اور وہ تھا سر شمشاد۔ نیلم بھی وہیں بھیجی گئی تھی۔ مگر نیلم؟ وہ وہاں کیا کرے گی۔

حمید نے فون کا ریسیور اٹھا کر تجربہ گاہ سے سلسلہ ملایا۔ کچھ دیر بعد دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی اور حمید نے پوچھا۔''نیلم وہاں بھیجی گئی ہے۔''

''نیلم ایک تجربہ کار نرس کے فرائض بخوبی انجام دے سکتی ہے۔''

''اوہ.....اور آپ کا خیال ہے کہ وہ سر شمشاد کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہوجائے گی۔''

''اُمید پر دنیا قائم ہے۔''

''کیا.....؟''

''اب کچھ بھی نہیں۔'' فریدی نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا اور حمید جھلاہٹ میں ریسیور کریڈل پر پٹختا ہوا آرام کرسی میں ڈھیر ہوگیا۔ اسے یقین تھا کہ رات ضرور برباد ہوگی۔ اس لئے اس نے سچ مچ اونگھنا شروع کر دیا۔

اونگھنے کے بعد سو جانے ہی کا اسٹیج آتا ہے۔

پھر تقریباً آٹھ بجے فریدی ہی نے اُسے جگایا۔ خود باہر جانے کے لئے تیار نظر آ رہا تھا۔ حمید نے تیاری کی اور رات کے کھانے میں ایک گھنٹہ صرف کر دیا۔ خود فریدی نے کافی کے دو کپ پر اکتفا کی تھی۔

ویسے حمید کا یہ خیال درست ہی نکلا کہ فریدی کی توجہ کا مرکز شمشاد ولا ہی ہو سکتی ہے۔ کار عمارت سے کافی فاصلے پر چھوڑی گئی اور وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے عمارت کی پشت پر آئے۔ یعنی وہ عقبی پارک کی چار دیواری کے نیچے کھڑے تھے۔

فریدی نے ٹارچ کی روشنی میں دیوار پر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی شروع کر دی جسے اوپر پہنچنے کا ذریعہ بنایا جا سکتا۔ اوپر پہنچ کر دوسری طرف اتر جانا مشکل کام نہ ہوتا کیونکہ دیوار زیادہ اونچی نہیں تھی۔

وہ جلد ہی اوپر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر دوسری طرف بھی اتر گئے۔ یہ اور بات ہے کہ حمید کے گھٹنوں کی خراشیں کافی دیر تک اُسے بڑبڑاتے رہنے پر مجبور کرتی رہی ہوں۔

نیچے پہنچتے ہی اس نے سوال کیا تھا۔ ''کیا اب کسی کنوئیں میں بھی چھلانگ لگانی پڑے گی۔''

''نہیں.....!'' فریدی نے جواب دیا۔ ''ہم صرف ایک کھڑکی کی حفاظت کریں گے۔''

''اسی کھڑکی سے لٹک کر یا کھڑکی ہی ہمارے پاس چلی آئے گی۔''

''بس دیکھتے رہو۔'' فریدی نے کہا اور ایک طرف چلنے لگا۔

کمپاؤنڈ سنسان اور تاریک پڑی تھی۔ البتہ عمارت کی بعض کھڑکیاں روشن تھیں لیکن دبیز پردوں اور رنگین شیشوں کی وجہ سے عکس کا اثر کمپاؤنڈ کی فضا پر نہیں پڑا تھا۔

وہ مالتی کی جھاڑیوں سے لگے ہوئے مشرق کی طرف چلتے رہے۔ اچانک قریب سے آواز آئی۔ ''ٹرچ'' اور فریدی چلتے چلتے رک گیا۔

حمید نے بھی وہ آواز سنی تھی اور اسے کسی پرندے کی آواز سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔

وہ فریدی سے آگے بڑھنے کو کہنے ہی والا تھا کہ ویسی آواز پھر آئی اور اس بار حمید نے اس کا

اندازہ بھی کیا وہ آواز کہاں سے آئی تھی۔

دوسرے ہی لمحے میں فریدی آواز کی سمت مالتی کی جھاڑیوں میں گھس پڑا۔حمید کو ساتھ دینا ہی تھا۔دم گھٹ رہا تھا تو گھٹا کرے۔وہ بھی چپ چاپ اس کی تقلید کرتا رہا۔

اُسے توقع تھی کہ فریدی اس پرندے کو پکڑ کر انسانیت کا سبق پڑھائے گا کیونکہ اس نے خواہ مخواہ راہ کھوٹی کی تھی۔

اس نے اس کے ہاتھ میں محدود روشنی والی ٹارچ بھی روشن دیکھی لیکن وہ تو زمین پر بیٹھ رہا تھا یہ اور بات ہے کہ حمید اس سے پہلے ہی بیٹھ گیا ہو۔مگر اس کے انداز میں جھلاہٹیں چیخ رہی تھیں۔

''جم چکی بارات۔'' اس نے دانت پیس کر فریدی سے پوچھا۔

''بالکل۔''

''تو میں اب سہرا گانا شروع کردوں۔''

''ابھی نہیں۔'' فریدی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔حمید اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا اور اس کے کان دوبارہ اسی آواز کو سننے کے منتظر تھے۔

تقریباً دس منٹ تک وہ خاموش بیٹھا رہا۔مگر پھر بوریت بڑھتی ہی گئی اور اُسے بولنا پڑا۔

''وہ کھڑکی کہاں ہے؟''

''سامنے جس کے شیشوں سے مدھم نیلی روشنی نظر آرہی ہے۔''

''اوہ.....شاید وہ سر شمشاد کی خواب گاہ ہے۔''

''تمہارا خیال غلط نہیں ہے۔''

''مگر وہ آواز کیسی تھی جسے سن کر آپ رکے تھے اور دوسری ''ٹرچ پر'' یہاں آ بیٹھے تھے۔''

''مجھے جھاڑیوں نے پکارا تھا۔'' فریدی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

''ارے تو یہ آسمان کیوں گونگا ہوگیا ہے۔کب پکارے گا مجھے۔''

''جب تم دو چار بچوں کی سرپرستی میں بیوہ ہو جاؤ گے اور اب خاموش بیٹھو۔''

''صرف ایک بات اور.....!''

''بکو.....!''

''ہم نے یہاں کس توقع پر ڈیرا لگایا ہے۔''

''اس توقع پر کہ آج سر شمشاد کی خیر نہیں نظر آتی۔''

''یعنی کہ آج پھر.....!''

''ہاں.....اور تم اپنے انگوٹھوں کی طرف سے محتاط رہنا۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ اب وہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ ہوسکتا تھا کہ سر شمشاد کی ''بے خبری'' کا منظر دیکھنے کے لئے آفتاب کا انتظار کرنا پڑتا لہٰذا زبان کیوں تھکائی جائے۔

سردی اچھی خاصی تھی۔ حمید کان دبائے بیٹھا رہا۔ ایسے مواقع پر وہ ہمیشہ یہی کرتا تھا۔ پہلے کانوں کی مالش کرتا اور پھر انہیں دونوں ہاتھوں سے اس طرح ڈھانک لیتا کہ ہوا لگنے کی گنجائش نہ ہوتی۔

دور کسی گھڑیال نے گیارہ بجائے۔ گھنٹوں کی گونج ختم ہوتے ہی ایسا محسوس ہوا جیسے اندھیرے میں چاروں طرف سناٹے نے یلغار کردی ہو۔ پتہ نہیں حمید اونگھ رہا تھا یا کسی خوفناک فلمی کہانی کا ماحول اس کے ذہن میں انگڑائیاں لینے لگا تھا۔

اچانک کسی عورت کی چیخ سنائی دی اور حمید بے تحاشہ اچھل پڑا۔ اگر فریدی نے اس کی گردن پکڑ نہ لی ہوتی تو شاید وہ آواز کی سمت دوڑ پڑتا۔

''ارے......بچاؤ......بچاؤ'' بڑی جگر خراش چیخیں تھیں۔

پھر دفعتاً جھاڑیوں میں بھونچال سا آ گیا اور شاید دو آدمی ان کے قریب ہی سے آواز کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ چیخیں بدستور فضا میں انتشار برپا کررہی تھیں۔ لیکن فریدی کا ہاتھ حمید کی گردن سے نہ ہٹا۔

''چھوڑیئے۔'' حمید نے جھٹکا دیا۔ شاید وہ سنک ہی گیا تھا۔

''نہیں فرزند۔ اگر میں نے اس وقت تمہیں چھوڑ دیا تو مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا۔''

''میں پاگل ہو جاؤں گا۔ آخر یہ کیا تماشہ ہے۔''

فریدی کچھ نہ بولا۔ اس کا ہاتھ حمید کی گردن پر جما رہا اور عورت چیختی رہی۔

سفید چور

حمید کی حالت بالکل ایسی ہی تھی جیسے بھنگ کے دو چار گلاس چڑھا گیا ہو۔ بس ایک چیز اس کے ذہن میں بیٹھ گئی تھی۔ کسی طرح گردن چھڑائے اور وہاں سے بھاگ نکلے۔ اس کی جدوجہد برابر جاری رہی۔

''او گدھے تم چین سے بیٹھتے ہو یا سچ مچ تمہارا گلا ہی گھونٹنا پڑے گا۔''

''گھونٹ دیجئے..... یہ کیا مذاق ہے واہ۔''

''واہ کے بچے..... خاموش رہو۔''

اس بار فریدی کے لہجے نے حمید کا خون منجمد کر دیا اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے۔ اسے بالکل یہی محسوس ہوا تھا جیسے کوئی بھیڑیا اس کے کان میں غرایا ہو۔ اسے ہوش بھی آ گیا۔ شاید نیند کے ہچکولوں نے اس کے ذہن کے کسی تاریک گوشے کی کوئی گرہ ابھار دی تھی۔ حالانکہ وہ دن میں بھی سوچکا تھا اور سوتے ہی سے اٹھ کر یہاں آیا تھا لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں آج نینداس کے ذہن پر اس طرح مسلط ہو گئی تھی۔

اسے ساکن ہوتے دیکھ کر فریدی نے بھی گرفت ڈھیلی کر دی۔

اب عورت کی چیخیں تو نہیں سنائی دے رہی تھیں لیکن شاید یہ آواز کی سمت دوڑنے والوں کا شور تھا جو اب بھی سنا جا سکتا تھا۔

دفعتاً فریدی کے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی اور حمید چونک پڑا۔ قدرتی امر تھا کہ اس کی نظر اس کھڑکی کی طرف اٹھ جاتی جس کا حوالہ فریدی نے دیا تھا۔ کھڑکی بدستور بند تھی لیکن ٹھیک اسی

کھڑکی کی سیدھ میں شائد انہیں دروازہ کھلنے کا پتہ بھی نہ چلتا لیکن اندر کی روشنی سے انہیں بڑی مدد ملی اور انہوں نے باہر نکلنے والے کو بھی دیکھ لیا۔ حالانکہ دروازہ اب بند ہو چکا تھا مگر تاروں کی چھاؤں میں اس نامعلوم آدمی کی پرچھائیں صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ اپنی پشت پر کوئی وزنی چیز اٹھائے ہوئے تھا۔ جس کے بار سے اسے کسی قدر جھک جانا پڑا تھا۔ مگر اس کے باوجود بھی اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ وہ اسی طرف جا رہا تھا جدھر سے یہ دونوں کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے تھے۔

''اچھا بیٹے خاں۔'' فریدی حمید کا شانہ تھپتھپاتا ہوا بولا۔ ''تم یہیں ٹھہرو۔ دس منٹ بعد جو دل چاہے کرنا۔''

حمید کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ کسی تیز رفتار سانپ کی طرح رینگتا ہوا جھاڑیوں سے نکل گیا۔ وہ بُری طرح بوکھلایا ہوا تھا ورنہ یہ ضرور دیکھتا کہ فریدی کا رخ اس نامعلوم آدمی کی طرف تھا یا اس آواز کی طرف جسے سن کر اس نے احمقوں کی طرح اچھل کود مچائی تھی۔ وہ کئی منٹ تک اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔

''دس منٹ'' وہ آہستہ سے بڑبڑایا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے کان ملنے لگا۔

پھر دس کیا بیس منٹ گزر گئے اور وہ احمقوں کی طرح وہیں بیٹھا رہا۔ پھر اچانک چند آوازوں نے اُسے چونکا دیا۔ کچھ لوگ ہاتھوں میں پیٹرومیکس لیمپ لئے اسی طرف آ رہے تھے۔ ان میں اسے امر سنگھ اور سارجنٹ رمیش بھی نظر آئے اور اب اس نے سوچا کہ اُسے بھی ان میں جا ملنا چاہئے۔ امر اور رمیش کو دیکھتے ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند چھٹ گئی تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے حقیقتاً ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہونے والی تھی۔

ان لوگوں کے انداز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی کی تلاش میں ہیں اور خوف تو ان کی کانپتی ہوئی آوازوں ہی سے مترشح تھا۔

حمید اس وقت باہر نکلا جب وہ لوگ کافی دور نکل گئے اور اب وہ بھی تیز رفتاری سے انہیں کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے امر سنگھ اور سارجنٹ رمیش کو آوازیں بھی دیں وہ لوگ رک گئے۔

''کیا بات ہے۔'' اس نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

''اوہ..... کپتان صاحب۔'' یہ امر سنگھ کی آواز تھی۔ ''وہ ایک نقاب پوش تھا۔''

''کون.....؟''

''جس نے ایک ملازمہ کی گردن دبائی تھی۔ عورت کا بیان ہے کہ وہ سر سے پیر تک سیاہ لباس میں تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔''

''عورت کہاں ہے۔''

''اپنے کوارٹر میں۔ اس کی حالت ابتر ہے۔''

یک بیک عمارت سے پھر شور بلند ہوا اور کئی کھڑکیاں کھلیں۔ یہ لوگ پھر عمارت کی طرف دوڑے مگر اب حمید اپنی بدحواس کر دینے والی جبلت پر قابو پا چکا تھا۔ اس نے امر سنگھ یا رمیش کو اس طرح دوڑنے سے نہیں روکا مگر خود آہستہ آہستہ چلتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ فریدی نے اس سے جو کچھ بھی کہا تھا کسی خاص مقصد ہی کے تحت کہا تھا۔ اس لئے اس کے جانے کے دس منٹ بعد وہ سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھانا چاہتا تھا۔

عمارت میں قدم رکھتے ہی اسے شور کی وجہ معلوم ہوگئی۔ سر شمشاد اپنی خواب گاہ سے غائب تھا۔ لیڈی شمشاد حمید کو دیکھ کر رو پڑی۔

''آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔'' حمید نے کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ سر شمشاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''

لیکن وہ روتی ہی رہی۔ اس وقت اگر کچھ کہنا بھی چاہتی تو زبان خیالات کا ساتھ نہ دے سکتی۔

کمپاؤنڈ میں کسی نقاب پوش کی تلاش اب بھی جاری تھی۔ حمید لیڈی شمشاد کو روتا چھوڑ کر پھر باہر آ گیا۔ وہ رمیش اور امر سنگھ سے مفصل گفتگو کرنے کے لئے بے چین تھا۔ آخر وہ ایک جگہ مل ہی گئے۔

''کیا قصہ تھا۔ تم لوگ یہاں کیسے پہنچے۔'' اس نے پوچھا۔

''کرنل صاحب نے ڈیوٹی لگائی تھی۔ ہم ادھر مالتی کی جھاڑیوں میں تھے۔'' رمیش نے جواب دیا۔

''مالتی کی جھاڑیوں میں۔'' حمید نے حیرت سے دہرایا اور رمیش ہنسنے لگا۔

''آپ کو علم نہیں تھا۔'' امر سنگھ نے پوچھا۔

''اس سے تمہیں کیا سروکار..... جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔ تمہاری ڈیوٹی یہاں کس لئے لگائی گئی تھی۔''

''ہمیں شمشاد کی خواب گاہ کی عقبی کھڑکی کے سامنے والی جھاڑیوں میں چھپنا تھا۔ کرنل کا حکم تھا کہ ہم کسی ہنگامے کی آواز سنیں تو فوراً ہی جھاڑیوں سے نکل کر اسی طرف دوڑتے چلے جائیں۔ جب آپ دونوں وہاں پہنچے تھے تو میں نے ہی اپنی آواز سے آپ لوگوں کو چھپنے کی جگہ بتائی تھی۔''

''اوہ.....!'' حمید کچھ سوچنے لگا۔ اب حقیقت اس پر روشن ہوگئی۔ گویا کرنل نے مجرموں کو دھوکا دیا تھا۔ اُسے علم تھا کہ آج رات شمشاد ولا میں کوئی نہ کوئی واقعہ پھر ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن مجرم اس سلسلے میں کس قسم کا جال بچھائیں گے۔ مزید وضاحت کے لئے حمید نے چیخنے والی عورت کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

''جی ہاں۔'' امر سنگھ آہستہ سے بولا۔ ''وہ ملازمہ اپنے کوارٹر میں تنہا تھی۔ دفعتاً اُسے کھڑکی میں ایک ڈراؤنی شکل نظر آئی اور وہ چیخنے لگی۔ پھر وہ نقاب پوش کھڑکی سے اندر آ گیا اور اس وقت تک رہا جب تک عورت بے ہوش نہیں ہوگئی۔ ہم جب پہنچے ہیں تو وہاں اس بے ہوش عورت کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا اور وہ کھڑکی بھی اندر ہی سے بند تھی۔''

''ہوں..... تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی سر شمشاد کو کوٹھی سے اٹھا لے جانا چاہتا تھا لیکن اسے شبہ تھا کہ پولیس بھی پہلے ہی سے ہوشیار ہوگی۔ اس لئے اس عورت کو ڈرایا گیا۔ ظاہر ہے اس کی چیخیں سن کر جو یہاں ہوتا آواز کی طرف دوڑ جاتا اور پھر وہ نہایت اطمینان سے سر شمشاد کو نکال لے جاتے۔''

''اور نکال بھی لے گئے۔'' سرجنٹ رمیش نے کہا۔

اس پر حمید کچھ نہیں بولا۔

''کرنل صاحب کہاں ہیں۔'' امر سنگھ نے پوچھا۔

''پتہ نہیں۔ مجھے علم نہیں۔تم نے ابھی کہا تھا کہ جب ہم دونوں جھاڑیوں کے قریب پہنچے تھے تو تم نے کسی قسم کی آواز نکال کر ہمیں متوجہ کیا تھا۔ یہ کس کا قصہ ہے۔ میں تو ابھی ابھی آیا ہوں۔''

''نہیں.....!'' امر سنگھ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''پتہ نہیں.....تم لوگ کیا کر بیٹھے ہو۔'' حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔''میں نے دوپہر سے کرنل کو نہیں دیکھا۔''

امر سنگھ اور رمیش کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

''چلو..... جاؤ..... تلاش کرو سر شمشاد کو۔'' حمید نے ہاتھ ہلا کر کہا اور وہ دونوں چپ چاپ کھسک گئے۔حمید نے انہیں یقینی طور پر الجھن میں مبتلا کر دیا تھا۔

اب اُسے نیلم کی فکر ہوئی۔ وہ بھی یہیں تو تھی اور اُسے تو سر شمشاد کی خواب گاہ ہی میں موجود ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ ایک نرس کی حیثیت سے یہاں آئی تھی۔

کوٹھی میں کسی کے حواس بجا نہیں تھے۔ آہستہ آہستہ حمید کو واقعات کا علم ہو سکا اُسے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیلم خواب گاہ میں بے ہوش پائی گئی تھی اور سر شمشاد بستر سے غائب تھا۔

کچھ دیر بعد حمید نیلم کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اب ہوش میں آ گئی تھی۔حمید کو دیکھ کر مسکرائی اور آہستہ سے بولی۔''وہ گھر کا ایک ملازم ہی تھا بابا۔ میں نے ابھی یہ بات کسی کو نہیں بتائی۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''سر شمشاد سو رہے تھے، میں کمرے ہی میں تھی۔ اچانک میں نے کسی عورت کی چیخیں سنیں اور ٹھیک اسی وقت وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ جس کا رخ میری طرف کر دیا گیا میں نے ہاتھ اٹھا دیئے لیکن یک بیک اس پستول سے ہلکا سا غبار نکل کر میرے چہرے پر پڑا..... اور..... بابا..... میں کیا بتاؤں کہ میں کتنی جلدی بے ہوش ہوگئی۔ کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہ مل سکا۔ ہاتھ پیر ہلانا تو بڑی بات تھی۔''

''کسی دن تم اسی طرح مر جاؤ گی۔''

''مرنا تو ایک دن سبھی کو ہے لیکن میں تمہاری طرح نہیں مرنا چاہتی۔''

''کرنل نے تمہیں کیا ہدایت دی تھی۔''

''کچھ بھی نہیں.....بس اتنا ہی کہا تھا کہ مجھے سر شمشاد کی دیکھ بھال کرنی ہوگی۔''

''اور کچھ.....!''

''اور کچھ بھی نہیں۔ مگر اب مجھے کیا کرنا ہے۔ سر شمشاد تو گئے۔''

''اب تم چپ چاپ گھر واپس جاؤ۔'' حمید نے خواہ مخواہ غصیلے لہجے میں کہا اور نیلم اُسے گھورنے لگی۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں۔'' اس نے کہا۔

''مجھے خاموش ہو گیا ہے۔''

''موڈ بہت خراب ہے؟''

''ہونا ہی چاہئے۔ میں ایک شریف آدمی ہوں۔ مجھے ان لغویات سے کیا سروکار۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ یہاں سے جاؤ۔''

''انکل کی اجازت حاصل کئے بغیر میں یہاں سے ہلوں گی بھی نہیں۔''

حمید جھلا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ لیڈی شمشاد کمرے میں داخل ہوئی۔

''فریدی کہاں ہیں۔'' اس نے پوچھا۔

''مجھے علم نہیں ہے۔ میں نے دوپہر سے انہیں نہیں دیکھا۔ ویسے یہاں کے لئے انہوں نے اپنے کئی آدمیوں کو ہدایات دی تھی۔''

''اب کیا ہو سکتا ہے۔'' لیڈی شمشاد نے گلوگیر آواز میں کہا۔

''وہ دراصل اس عورت کی چیخوں نے کھیل بگاڑ دیا ورنہ سر شمشاد یہیں ہوتے، انہیں اغوا کرنے والوں کو شاید علم ہو گیا تھا کہ پولیس ان کی تاک میں ہے لہٰذا انہوں نے یہ چال چلی۔ عورت کی چیخیں سن کر ہمارے آدمی ادھر متوجہ ہو گئے اور ان کی بن آئی۔''

''پولیس کا کام ہی دھوکے کھانا ہے۔'' لیڈی شمشاد نے تلخ لہجے میں کہا۔

حمید نے اس کا جواب نہیں دیا لیکن اس کی آنکھوں سے درشتی ظاہر ہونے لگی تھی۔

''کیا میں آپ کے ملازمین کو چیک کرسکتا ہوں۔'' اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''جو دل چاہے کرو۔'' لیڈی شمشاد نے کہا اور نڈھال سی ہو کر ایک کرسی میں گر گئی۔

حمید نے کچھ دیر بعد ملازموں کو اکٹھا کیا۔ ان کی مجموعی تعداد بارہ تھی۔ لیکن انہیں لوگوں کی زبانوں سے کسی تیرھویں کا بھی علم ہوا۔ لیکن وہ اس وقت عمارت میں موجود نہیں تھا۔ وہ سر شمشاد کا باڈی گارڈ تھا اور ہر وقت مسلح رہتا تھا۔

اس اطلاع پر حمید کو ایک بار پھر لیڈی شمشاد سے گفتگو کرنی پڑی جسے وہ معمولی حالات میں نظر انداز ہی کرنے کی کوشش کرتا۔

''میرے خدا۔'' لیڈی شمشاد کا منہ حیرت سے کھل گیا۔''وہ..... باڈی گارڈ.....یعنی کہ وہی۔''

''اس کے متعلق آپ مجھے کیا بتا سکیں گی۔''

''میں نے دراصل اس کا تذکرہ کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ہاں۔ جب دوسری بار ان کی پشت پر ''تم اُلو ہو'' لکھا دیکھا گیا تھا تو اس کے بعد ہی انہوں نے ایک ریٹائرڈ فوجی کو بحیثیت باڈی گارڈ رکھ لیا تھا۔''

''وہ کہاں رہتا تھا۔''

''میں نے اس کے متعلق تفصیل نہیں معلوم کی تھی۔ مجھے تو دراصل ہر وقت یہی فکر کھائے جاتی تھی کہ وہ خوفزدہ کیوں رہتے ہیں۔''

''تو آپ اس سے زیادہ کچھ نہ بتا سکیں گی کہ اس کی ملازمت تھوڑے ہی دنوں کی تھی۔''

''میں اس سے زیادہ جانتی ہی نہیں۔''

اس کے بعد حمید نے دوسرے ملازموں سے بھی اس باڈی گارڈ کے متعلق پوچھ گچھ کی لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکے کہ سر شمشاد اُسے آفندی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔

واپسی سے قبل اس نے ایک بار پھر نیلم کو ساتھ چلنے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ مجبوراً اُس نے امر سنگھ اور سرجنٹ رمیش کو وہیں چھوڑ دیا تاکہ وہ نیلم کی حفاظت کر سکیں۔

کار وہاں نہیں ملی۔ شاید فریدی ہی اُسے لے گیا تھا۔ اس وقت ان اطراف میں ٹیکسی کا ملنا بھی مشکل ہی تھا۔ ویسے اگر حمید چاہتا تو سر شمشاد ہی کی کوئی گاڑی اُسے گھر چھوڑ آتی لیکن اس نے اسے پسند نہیں کیا۔

کچھ دور پیدل چلنے کے بعد بالآخر ایک موٹر رکشہ مل ہی گیا اور اس طرح وہ گھر تک پہنچ سکا۔ راستے بھر وہ کوشش کرتا آیا تھا کہ اس رات کے واقعات کے متعلق کچھ نہ سوچے کیونکہ ان کا ہر پہلو اس کے ذہن میں سورج کی طرح روشن ہو چکا تھا۔

پھاٹک پر پہنچتے ہی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کمپاؤنڈ میں بھونچال سا آ گیا ہو۔ کمپاؤنڈ تاریک تھی اس لئے اسے ٹارچ روشنی کرنی پڑی۔

درجنوں کتے کمپاؤنڈ میں دوڑتے پھر رہے تھے۔ ٹارچ کی روشنی دیکھ کر انہوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ پھاٹک بند تھا۔ دور برآمدے میں بھی اندھیرا تھا۔

''کون ہے۔'' نصیر نے برآمدے سے چیخ کر کہا۔

''پھاٹک کھولو۔'' حمید کی جھلاہٹ دو چند ہوگئی۔

نصیر دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف آیا۔ کئی کتے بھی اس کے پیچھے دوڑے تھے۔ پھاٹک کھلا اور حمید نے اندر داخل ہو کر نصیر کی گردن پکڑ لی۔

''ابے یہ سب کیا ہے۔ ان خبیثوں کو کیوں کھلا چھوڑا گیا ہے۔''

''ہم نے ایک چور پکڑا ہے جناب۔''

''چلو..... اندر چلو.....!'' حمید آگے بڑھتا ہوا بولا۔ کیونکہ کتے اچھل اچھل کر اس سے معانقہ کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

برآمدے کا بلب روشن ہوگیا۔ کتے بدستور کمپاؤنڈ میں دوڑتے رہے۔

''صاحب وہ چوروں کی طرح اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہم نے اُسے پکڑ لیا۔ خوب مرمت کی اور پھر بند کر دیا۔''

''کہاں.....!''

''یہیں اندر! مگر وہ انگریز نکلا۔''

''تت.....تو پھر.....وہ ہوگا صاحب..... یوریشین کیونکہ وہ اردو بھی بول لیتا ہے۔''

''ابے کسی شریف آدمی کو پکڑ کر بند کر رکھا ہے۔'' حمید کہتا ہوا اندر گھستا چلا گیا۔

مگر پھر مڑ کر رکا اور نصیر کو گھورتا ہوا بولا۔ ''مار پیٹ بھی کی تھی۔''

''دل کھول کر مرمت کر دی ہے صاحب۔'' نصیر نے خوش ہو کر کہا۔

''اگر وہ میرا یا کرنل کا کوئی دوست ہوا تو.....!'' حمید آنکھیں نکال کر غرایا۔

''ہوا کرے..... ہم کیا کریں۔ جو کوئی بھی پھاٹک کھلوانے کی بجائے پھاٹک پر چڑھ کر اندر آنے کی کوشش کرے گا.....وہ.....!''

''بکو مت..... مختصر بتاؤ۔''

''وہ پھاٹک پر چڑھ کر کمپاؤنڈ میں کودا تھا۔ بس اُسے بند کر کے ہم نے سارے کتے کھول دیئے۔''

''وہ کیا کہہ رہا تھا۔''

''کہے گا کیا۔ بات کرنے کی مہلت ہی نہیں دی گئی تھی۔ مگر ہم نے اُس کا خیال رکھا ہے کہ وہ کسی کو چوٹیں دکھا کر فریاد نہ کر سکے۔''

''چل بے بڑا..... قانون بگھارنے چلا ہے۔'' حمید نے اس کی گردن پکڑ کر دھکیلا اور اُسے اسی طرح اس کمرے کے سامنے لایا جہاں ملازمین نے کسی کو بند کر رکھا تھا۔

دروازے کے شیشے روشن تھے۔ حمید نے دروازہ کھولنے سے پہلے شیشوں سے اندر نظر ڈالی اور ایک طویل سانس کی آواز اس کے پھیپھڑوں سے آزاد ہوئی۔

اندر جمی کارٹر موجود تھا۔

وہی چھپکلی

اس کے کپڑے پھٹ گئے تھے اور چہرے پر جابجا خراشیں تھیں۔ شائد ملازمین نے اچھی طرح اس کی خبر لی تھی۔

جیسے ہی حمید نے دروازہ کھولا وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ.....کیپٹن میرے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ حالانکہ میں پناہ لینے آیا تھا۔'' اس نے کہا۔

''تم پناہ لینے کے لئے چوروں کی طرح آئے تھے۔''

''اگر کھلے عام آ سکتا تو پناہ لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیپٹن.....میں خطرے میں ہوں اور ٹونی ہی کی طرح قتل کیا جا سکتا ہوں۔''

''غالباً اس ایک جملے کی وضاحت کے سلسلے میں تم کوئی لمبی چوڑی کہانی چھیڑ دو گے، مگر میں اس وقت کہانی سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ اس لئے آرام کرو۔''

''میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ میں کسی قسم کا فراڈ نہیں کر رہا ہوں۔ آپ میری پوری بات سن لیجئے پھر آپ کو اختیار ہے جیسی رائے دل چاہے قائم کیجئے۔ رہا ٹونی کے قتل کا معاملہ تو اس سلسلے میں بھی مجھے چیک کر لیجئے۔ ویسے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قتل کا تعلق میری ہی ذات سے ہے۔''

''تم نشے میں تو نہیں ہو۔'' حمید اُسے گھورتا ہوا بولا۔

''نہیں.....قطعی نہیں.....میں ہوش میں ہوں کیپٹن۔ لیکن میری داستان سن کر شاید آپ مجھے پاگل ہی تسلیم کر لیں۔''

''میں تمہیں پاگل نہیں تسلیم کرنا چاہتا اس لئے کرنل کی واپسی تک تمہیں اس کمرے میں بند رہنا پڑے گا۔''

''میں یہاں بہرحال محفوظ ہوں۔'' جمی کارٹر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

حمید کلائی کی گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچانک وہ غصیلی آواز میں بولا۔ ''تو آج حقیقتاً تم نے ہی فون پر گفتگو کی تھی۔''

''جی ہاں اور میں آپ کو اپنے متعلق بہت کچھ بتانا چاہتا تھا۔ لیکن اب میری زبان بند رہے گی۔ آپ شوق سے مجھے عدالت میں حاضر کر سکتے ہیں۔''

''کس الزام میں۔'' حمید نے اُسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''جس الزام میں آپ کا دل چاہے۔ قتل مجھ پر ثابت نہیں ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ جس جرم میں بھی ماخوذ ہوا قید ہی ہوگی اور اب صرف قید ہی میری حفاظت کا ذریعہ ہو سکتی ہے، ورنہ وہ لوگ مجھے بھی قتل کر دیں گے۔ ضروری نہیں ہے کہ تقدیر ہر بار ساتھ دے جائے۔''

وہ خاموش ہو گیا۔ حمید بدستور اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ ''بیٹھ جاؤ۔''

اور پھر وہ خود بھی بیٹھ گیا اور بولا۔ ''ہاں تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

جمی کارٹر نے اپنی کہانی شروع کر دی۔ حمید بہت غور سے سنتا رہا لیکن اس کی آنکھوں سے بے اعتباری مترشح تھی۔

تقریباً بیس منٹ بعد جمی کارٹر خاموش ہوا اور حمید ایک طویل سانس لے کر بولا۔ ''دلچسپی کے لحاظ سے یہ کہانی خاصی رہے گی۔ تم اُسے لکھ ڈالو تو بہتر ہے۔''

''میں جانتا تھا۔'' جمی کارٹر کے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ نظر آئی۔

''مگر اس کہانی کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آسکا۔'' حمید نے کہا۔

''مقصد ہی اگر سمجھ میں آ گیا ہوتا تو یہ کہانی آپ تک ہرگز نہ پہنچ سکتی کیپٹن۔ کیونکہ میں پولیس والوں کے سائے سے بھی دور بھاگتا ہوں۔''

''وہ لڑکی تمہیں پہلی بار کہاں ملی تھی۔''

''سوئمنگ کلب میں۔''

''اور تم خود ہی اس کی طرف کھینچتے چلے گئے تھے۔''

''جی ہاں۔''

''اور تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ ایک رات تم اسی کے لئے ہیوشام لاج میں چوروں کی طرح داخل ہوئے تھے۔''

''مجھے اعتراف ہے۔ لیکن چونکہ ہیوشام لاج والے اسے پولیس کے علم میں نہیں لائے

اس لئے کم از کم اس جرم کی سزا مجھے نہیں بھگتنی پڑے گی۔"

"سزا تو جرم کے ارتکاب کے بغیر ہی بھگتائی جا سکتی ہے۔ لہٰذا مجھے قانون پڑھانے کی کوشش نہ کرو۔"

"میں نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ اب میری زبان بند رہے گی۔"

"مگر میں نے زبردستی تمہاری کہانی سن لی۔" حمید طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"میں پھر کہتا ہوں ہیویشام لاج کے گرد حصار قائم کیجئے۔"

"اگر تمہاری کہانی صحیح ہے تو اب وہاں کیا ملے گا۔"

"ہیویشام لاج نہ سہی۔ اسکے علاوہ بھی ایک اور عمارت میری نظروں میں ہے کیونکہ اس بار وہ لڑکی گریشی اس عمارت میں گئی تھی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب گریشی سے اچھی طرح جان پہچان بھی نہیں تھی۔"

"وہ کون سی عمارت ہے۔"

"ثروت منزل۔"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ لوگ اب بھی ثروت منزل میں مل جائیں گے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہیں ملیں۔ اگر وہ مجھے مار ڈالنے میں کامیاب ہو گئے ہوتے تو شاید انہیں ہیویشام لاج چھوڑ دینے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔"

"میں اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں کہ تم نے اپنی محبوبہ کٹی کا تذکرہ ایک بار بھی نہیں کیا۔"

جمی کارٹر کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نظر آئی اور پھر وہ بہت زیادہ سنجیدہ نظر آنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ بولا۔ "مجھے علم ہو چکا ہے کٹی زندہ ہے۔"

"وہ کہاں ہے۔"

"اپنے گھر میں۔" جمی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "آج سے پہلے مجھے علم نہیں تھا کہ وہ کرنل اسمتھ کی بیوی بھی ہے۔ آپ کے کہنے پر میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعہ اس کی تصدیق کی۔ کٹی بہت چالاک ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے کوئی لمبا بزنس کیا ہو۔"

''عنقریب تم لوگوں کے بزنس منظر عام پر آ جائیں گے۔'' حمید نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

پھر وہ اُٹھ گیا۔ جمی کارٹر بھی اس طرح خاموش ہو گیا تھا جیسے وہ اب تک دیواروں سے گفتگو کرتا رہا ہو۔

حمید اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔ لیکن کارٹر کی کہانی اس کے ذہن میں کروٹیں بدل رہی تھی۔ اس نے کپڑے اُتار کر شب خوابی کا لباس پہن لیا اور مسہری کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

''ہیلو.....!'' وہ ریسیور اٹھا کر نندا سی آواز میں دہاڑا۔

''حمید.....!'' دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی۔ ''مجھے یقین تھا کہ تم واپس آ گئے ہو گے۔''

''واپسی سے فائدہ ہی کیا۔ ظاہر ہے کہ سو نہ سکوں گا۔''

''زندگی میں بعض ایسی حسین راتیں بھی آتی ہیں جب سونے کو دل ہی نہیں چاہتا۔''

''آپ اس کال کا مقصد بیان کیجئے۔ میں اس سے بھی بہتر شاعری کر سکتا ہوں۔''

''مقصد یہ ہے کہ جمی کارٹر کو تلاش کرو۔''

''کیوں.....؟''

''بعض مشتبہ آدمیوں کو بھی اس کی تلاش ہے۔''

حمید نے مسکرا کر پلکیں جھپکائیں اور آہستہ سے بولا۔ ''میں اُسے تلاش کہاں کروں۔''

''کٹی گھر پر موجود ہے۔ مجھے بھی اطلاع ملی ہے۔ تم اس سے رابطہ قائم کرو۔ ہو سکتا ہے اُسے جمی کے متعلق علم ہو۔''

''اچھا میں معلوم کروں گا۔''

''اتنی لاپروائی سے نہ کہو۔ یہ رات بہت اہم ہے۔''

''ارے تو کیا اسی وقت۔''

''ہاں.....ابھی اور اسی وقت۔ غفلت نقصان دہ ثابت ہو گی۔''

''آج.....اچھا!'' حمید نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

پرانی چھپکلی آہستہ آہستہ اس کے سر پر رینگ رہی تھی۔ اس لئے آئی عقل خبط ہوگئی۔ خود حمید کو اس کا اعتراف تھا کہ وہ چھپکلی ہمیشہ اسکے لئے پریشانی ہی کا باعث بنتی رہی ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہی چھپکلی پھر اس کے سر پر سوار ہوگئی۔

ایسے مواقع پر وہ یہ تو قطعی بھول جاتا تھا کہ وہ ساجد حمید ہے بس اس کے ذہن میں فریدی کا تصور ابھرتا اور غیر شعوری طور پر اس کی شخصیت پر حاوی ہو جاتا اور ذہن کے ڈھکے چھپے گوشوں میں یہ خواہش بچوں کی طرح مچلنے لگتی کہ وہ کسی طرح کرنل فریدی کو بھی متحیر کر دے۔ اس سے بھی آگے بڑھ جائے۔

اب اُسے یقین آ گیا تھا کہ جمی کارٹر کی کہانی محض بکواس نہیں ہوسکتی۔ وہ ایک بار پھر اسی کمرے کی طرَف جا رہا تھا جہاں جمی کارٹر مقید تھا۔ مگر اس کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ اب اس سے نرمی سے پیش آئے گا۔ وہ اب بھی دھونس دھڑے ہی سے کام نکالنا چاہتا تھا۔

جمی کارٹر اُسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ہام.....تم نے پھر دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔'' وہ اُسے گھورتا ہوا بولا۔

''میں نہیں سمجھا جناب۔''

''تم نے خود ہی کٹی سے فون پر گفتگو کی تھی۔''

''وہ.....دو.....دیکھئے.....بب.....بات.....!'' جمی ہکلا کر رہ گیا۔

''بولو.....بولو.....کوئی دوسرا جھوٹ۔ بولو۔''

جمی کا چہرہ دھواں ہوگیا تھا۔ اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''بلاشبہ میں نے یہ بات غلط ہی کہی تھی۔''

''پھر.....!''

''آپ دیکھئے کہ میں کن دشواریوں سے دوچار ہوں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نادانستگی میں گردن تک کسی دلدل میں غرق ہوگیا ہوں۔ مجھے آپ کی زبانی یہ سن کر بڑی حیرت

ہوئی تھی کہ کٹی کسی کرنل اسمتھ کی بیوی ہے۔ اب یہاں اس شہر میں صرف ایک ہی کرنل اسمتھ ہے۔ میں نے یونہی امتحاناً فون پر اس کے نمبر ڈائیل کیئے۔ دوسری طرف سے کوئی بولا اور جواب میں میں نے کٹی پرکنس کا نام لیا۔ اس نے کہا کہ میں ہولڈ آن کروں۔ بس تھوڑی ہی دیر بعد میں کٹی سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اگر وہ مجھ سے کرنل اسمتھ کی بیوی ہونے کا تذکرہ کر دیتی تو میں اس سے دور بھاگتا کیونکہ کرنل اسمتھ سے شہر کے سارے بُرے آدمی ڈرتے ہیں۔"

"کیا تم بھی کرنل اسمتھ سے ڈرتے ہو۔"

"ہرگز نہیں کیپٹن۔ میں اس خبیث نقاب پوش کے علاوہ اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ آدمی کو بے بس کر دیتا ہے۔"

"لیکن تم نے کٹی کے معاملے میں جھوٹ کیوں بولا تھا۔ تم نے پہلے ہی یہ کیوں نہ بتایا کہ تم نے اس سے فون پر گفتگو کی تھی۔"

"اوہ.....کیپٹن.....خدارا میری دشواریوں کو نظر انداز کیجئے۔ پہلے میں آپ سے کہہ چکا تھا کہ میں کٹی کو کرنل اسمتھ کی بیوی کی حیثیت سے نہیں جانتا اور یہ حقیقت بھی تھی۔ اگر میں آپ سے یہ کہہ دیتا کہ میں نے بذات خود کٹی سے فون پر گفتگو کی تھی تو آپ مجھے جھوٹا سمجھتے اور پھر میں آپ کو یقین نہ دلا سکتا کہ نقاب پوش والی کہانی بھی حقیقت ہی پر مبنی ہے۔"

"وہ تمہیں بے حد چاہتی ہے۔"

"اب میں اس کے دل کا حال کیا جانوں۔ زبان سے تو یہی کہتی ہے۔"

حمید چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ "تم نے ہیویشام لاج کے علاوہ بھی کسی عمارت کا نام لیا تھا۔"

"جی ہاں۔ ثروت منزل۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی انہیں بدمعاشوں کا اڈہ ہے۔"

"اور اگر یہ بات بھی غلط نکلی؟" حمید نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"دیکھئے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ محض شبہ ہے اور شبہے کی وجہ کا تذکرہ بھی کر چکا ہوں۔ میں نے گریشی کو اکثر اس عمارت میں بھی دیکھا ہے۔ پہلے میں سمجھا تھا کہ اس کا قیام وہیں ہے لیکن بعد میں چھان بین کے بعد اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اس کا مستقل قیام ہیویشام

لاج میں ہے اور یہی بات صحیح بھی تھی۔"

"میں تمہیں ثروت منزل تک اپنے ساتھ لے چلنا چاہتا ہوں۔"

"میں آپ کے ساتھ مر جانا بھی پسند کروں گا۔" جمی خوش ہوکر بولا۔

"لیکن تنہا چوروں کی طرح چھپتے پھر رہے ہو۔"

"تنہا میں مار لیا جاؤں گا کیپٹن۔ لیکن کچھ کر کے مرنے کا غم مجھے قطعی نہیں ہوگا۔ میں اس سُوّر کے بچے کی شکل دیکھنا چاہتا ہوں، جو میری ہی زبان سے میرے والدین کو گالیاں دلواتا رہا ہے۔ میں اس کی بوٹیاں نوچنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا تو آؤ..... لیکن اگر تم نے دھوکہ دیا تو پھر مجھے جانتے ہی ہو۔ معافی مانگنے کے لئے تم زندہ نہیں رہو گے۔"

"جہاں بھی دھوکے کا شبہ ہو بے دریغ مجھے گولی مار دیجئے گا۔"

حمید اُسے تجربہ گاہ میں لایا اور تھوڑی ہی دیر بعد جمی کارٹر ادھیڑ نظر آنے لگا۔ اس کے چہرے پر گھنی اور بھورے رنگ کی ڈاڑھی تھی۔ اس کا لباس بھی تبدیل کرادیا گیا۔ اس نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی اور مسکرا کر بولا۔ "میں تو اب کوئی شریف آدمی معلوم ہونے لگا ہوں۔"

"ہاں.....!" حمید نے خشک لہجے میں کہا۔ "میں شریف بناتا ہوں مگر خود اتنا شریف نہیں ہوں۔ اسے بھی یاد رکھنا۔"

"کیپٹن آپ مجھ پر اعتماد کیجئے۔ بہت زیادہ بُرے آدمی سب کیلئے بُرے نہیں ہوتے۔"

اسکے بعد وہ نیچے آئے۔ حمید نے سارے کتے بند کرادیئے تھے۔ گیراج سے اس نے وہ کار نکلوائی جو شاذونادر ہی استعمال کی جاتی تھی اور آئے دن جس کا رنگ بھی تبدیل ہوتا رہتا تھا۔

کار سڑک پر نکل آئی۔ حمید ڈرائیو کر رہا تھا اور جمی اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔

روانگی سے قبل اس نے نصیر کو ہدایت دی تھی کہ اگر فریدی کی کال آئے تو اس کے متعلق صرف اتنا ہی بتایا جائے۔ وہ گھر پر موجود نہیں ہے۔

پتہ نہیں اس کی اسکیم کیا تھی۔ اس نے اپنے مخصوص ماتحتوں کو بھی فون پر کسی قسم کی ہدایات

نہیں دی تھیں۔

کچھ دیر بعد جمی نے پوچھا۔ ''اسکیم کیا ہے کیپٹن؟''

''کچھ بھی نہیں۔ فی الحال میں یہ دیکھوں گا کہ ثروت منزل کس قسم کی عمارت ہے۔ مگر نہیں ٹھہرو۔ کیوں نہ ہم ہیویشام لاج کو بھی دیکھ لیں۔ میرا خیال ہے کہ پہلے وہیں چلو۔''

''مجھے توقع نہیں ہے کہ اب وہ لوگ وہاں موجود ہوں مگر کیپٹن آپ نے میک اپ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ آپ کو پہچانتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اچانک مجھے موت کے گھاٹ اتار دینے کی کوشش کیوں کرتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ آپ کو کٹی اور ٹونی کے ساتھ نہ دیکھتے تو حالات کی یہ شکل نہ ہوتی جو اس وقت ہے۔''

''تم اس کی فکر نہ کرو کہ میں میک اپ میں ہوں یا نہیں ہوں۔''

جمی کارٹر خاموش ہو گیا اور کار شہر کی سنسان سڑکوں پر دوڑتی رہی۔

کچھ دیر بعد حمید نے کہا۔ ''وہ لڑکی گریشی تو بہت حسین ہے۔''

''ناگن.....!'' جمی کارٹر کسی سانپ کی طرح پھپھکارا۔ ''اُس نے مجھے یہی بتایا تھا کہ میری ہی طرح وہ بھی اس خبیث کے چنگل میں آ پھنسی تھی اور اب اس سے نکل نہیں سکتی۔ لیکن وہ فراڈ تھی۔ اس نے مجھے اُلو بنایا تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میرے کار سے کود جانے پر انہیں ہوشیار کیوں کر دیتی۔ مجھے خوبصورت لڑکیوں سے بڑے تلخ تجربات ہوئے ہیں۔ یہ سب ڈائنیں ہوتی ہیں۔''

''ہوں..... مگر میں اس وقت خوبصورت لڑکیوں کو موضوع گفتگو نہیں بنانا چاہتا فی الحال میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہاری داستان میں جھوٹ کس حد تک شامل ہے۔''

''اب بھی آپ کو یقین نہیں آیا۔'' جمی کارٹر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

''کم از کم سوئیوں والا واقعہ تو غپ ہی ہوگا۔''

''کاش آپ اس وقت وہاں موجود ہوتے جب وہ سوئیاں میرے جسم سے نکالی گئی تھیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ سوئیاں کہاں سے آئی تھیں وہ کس طرح پھینکی گئی تھیں۔ کتنی قوت

سے پھینکی گئی تھی۔ میں کیا بتاؤں۔ یہ حالات ہی ایسے ہیں کہ کسی کو یقین نہیں آ سکتا۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ خود اسے ایک بار ایسی ایک سوئی کا تجربہ ہو چکا تھا۔[1] اس لئے یقین نہ کر لینے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ ایسی سوئیاں کسی بے آواز پریشر مشین ہی سے پھینکی جا سکتی تھیں اور ایسی چھوٹی چھوٹی پریشر مشینیں بھی اس کی نظروں سے گزری تھیں جنہیں بہ آسانی جیب میں رکھا جا سکتا تھا۔

"یہ آپ کدھر چل رہے ہیں۔" دفعتاً جمی کارٹر نے پوچھا۔

"ہیویشام لاج۔ میرا خیال ہے کہ عمارت بالکل ہی خالی نہ ہوئی ہوگی۔ وہاں ایسے آدمی ضرور موجود ہوں گے جن کے خلاف کچھ نہ کچھ ثابت کیا جا سکے۔"

"چلئے..... وہیں چلئے..... لیکن کیا ہم دونوں تنہا ہیں۔"

"ایسے احمقانہ خیال سے بچتے ہی رہنا۔ میں نے اپنے آدمی پہلے ہی ہیویشام لاج کے گرد پھیلا دیئے ہیں۔ روانگی کے وقت میں نے انہیں فون پر اطلاع دی تھی۔" حمید نے بہت صفائی سے جھوٹ بولا۔

بات دراصل یہ تھی کہ وہ اب بھی جمی کارٹر کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔

پھر آخر اس سے یہ حماقت کیوں سرزد ہوئی تھی؟ وہی چھپکلی۔ فریدی کو بھی متحیر کر دینے کا خبط۔ وہ ایسے مواقع پر یہ بھول جاتا تھا کہ فریدی زندگی کے بہتیرے پہلوؤں پر خود اس کی نظر بھی نہیں ہے۔ اسی غلط روی نے اکثر پہلے بھی حمید کو خطرات سے دوچار کیا تھا۔ لیکن وہ اس چھپکلی سے مجبور تھا۔ کیونکہ یہ اچانک ہی اس کے سر پر سوار ہوتی اور پھر کیا مجال کہ مکمل حجامت کیے بغیر اُتر جائے۔ وہ بیچارا تو اس کے ہاتھوں مجبور محض تھا۔

کار ہیویشام لاج سے کافی فاصلے پر چھوڑی گئی اور وہ پیدل ہی عمارت کیطرف چل پڑے۔

"تم کس طرف سے چوروں کی طرح عمارت میں داخل ہوئے تھے۔" حمید نے پوچھا۔

"عمارت کے پچھلے حصے میں ایک مختصر سا صحن بھی ہے اور عقبی دیوار اتنی نیچی ہے کہ بہ آسانی دوسری طرف اترا جا سکتا ہے۔ مگر آپ کیوں یہ پوچھ رہے ہیں اُوہ ہو.....!"

---

[1] اس داستان کے لئے جاسوسی دنیا کا ناول "شیطان کی محبوبہ" جلد نمبر 20 ملاحظہ فرمائیے۔

کارٹر یک بیک رک گیا۔ وہ عمارت کے سامنے پہنچ چکے تھے۔

''میرے خدا۔'' جمی کارٹر خوفزدہ آواز میں بولا۔ ''کیا وہ اب بھی اسی عمارت میں موجود ہے۔''

''کیوں.....؟''

''پوری عمارت میں صرف ایک کھڑکی کے شیشے روشن نظر آرہے ہیں اور یہ کھڑکی اسی کمرے کی ہے۔''

''ممکن ہے وہ موجود ہی ہو اور وہ بھاگنے ہی کیوں لگا جب کہ تم اُسے شناخت ہی نہ کر سکو گے۔ اگر وہ نقاب اتار کر ہزار بار بھی تمہارے سامنے آئے تو تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔''

''مگر دوسرے لوگوں کو تو میں پہچان ہی سکتا ہوں۔ گریشی کیسے چھپے گی۔''

''بس وہی لوگ ہٹا دیئے گئے ہوں گے جنہیں تم شناخت کر سکو۔''

''جی ہاں..... یہ بھی ممکن ہے۔ مگر ہم یہاں کیا کریں گے۔''

''آج پھر چوروں کی طرح اس عمارت میں داخل ہونا ہے۔''

''دیکھئے۔ یہ بہت خطرناک ہوگا کیپٹن۔''

''تم اس کی پرواہ مت کرو۔ تمہاری حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔''

''میں تنہا تو کبھی نہ جاؤں گا۔''

''میں کب کہتا ہوں کہ تم تنہا جاؤ۔ میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔''

''مگر اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔'' کارٹر بولا۔ ''آپ کے ساتھ قانون کی طاقت ہے۔''

''اسے میں گھر چھوڑ آیا ہوں۔'' حمید نے لاپروائی سے کہا۔ ''اگر تم میرے کہنے کے مطابق عمل نہیں کرو گے تو نتیجے کے خود ذمہ دار ہو گے۔''

''چلئے صاحب۔'' جمی کارٹر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ''لیکن اگر آپ کسی مشکل میں پڑ جائیں تو مجھے الزام نہ دیجئے گا۔ اگر وہ سانپ یہاں رہ بھی گیا ہے تو اس میں بھی اس کی کوئی نہ کوئی چال ضرور ہے۔ ارے وہ بہت چالاک ہے۔ سچ مچ کوئی خبیث روح اس کے جسم میں حلول کر گئی ہے۔ میں اسے آدمی تسلیم کرنے پر تیار ہی نہیں ہوں۔''

''چلو..... باتیں نہ بناؤ۔'' حمید نے اُسے دھکا دیا۔

وہ عمارت کی پشت پر آئے اور حمید نے آہستہ سے کہا۔ ''دیوار تو بہت نیچی ہے۔''

دوسرے ہی لمحے میں کارٹر عقبی دروازے میں جڑی ہوئی پڑیوں پر پیر رکھ کر اوپر چڑھ رہا تھا۔ دیوار پر پہنچ کر حمید کو راستہ دینے کے لئے وہ ایک طرف ہو گیا ویسے وہ دیوار پر سینے کے بل لیٹا ہوا تھا۔

حمید بھی اوپر پہنچا۔ نیچے صحن تاریک پڑا تھا۔

''میرا خیال ہے۔'' حمید نے آہستہ سے کہا۔ ''اگر ہم دیوار پکڑ کر لٹک جائیں تو ہمارے پیر فرش سے زیادہ سے زیادہ دو فٹ کی اونچائی پر ہوں گے۔''

''جی ہاں..... میرا بھی یہی اندازہ ہے۔'' کارٹر نے جواب دیا۔

پھر وہ دونوں دیوار پر ہاتھ جمائے ہوئے دوسری طرف لٹک گئے اور انہوں نے ایک ساتھ ہی دیوار ہاتھوں سے چھوڑی۔ لیکن غیر متوقع طور پر ان کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلیں۔ ان دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے لیکن پیر زمین سے نہیں لگے۔

حمید نے محسوس کیا وہ ایک مضبوط قسم کا جال تھا جس میں پڑے ہوئے وہ جھولا جھول رہے تھے۔

''یہ کیا مصیبت ہے۔'' جمی کارٹر بڑبڑایا۔

''تم نے دھوکہ دیا۔'' حمید غرایا۔

''بیکار بات نہ کیجئے۔'' کارٹر کی آواز غصیلی تھی۔ ''میں نے پہلے ہی آپ کو خطرے سے آگاہ کر دیا، کہہ دیا تھا کہ اس طرح عمارت میں داخل ہونا مناسب نہ ہوگا۔''

حمید خاموش ہو گیا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور کسی لمحے بھی ریوالور نکال کر کارٹر کے سینے پر رکھ سکتا تھا۔

''تو کیا اس طرح اب ہم پڑے رہیں گے۔'' کارٹر نے کچھ دیر بعد کہا۔

''ٹھہرو۔'' حمید نے بائیں ہاتھ سے ٹارچ نکالتے ہوئے کہا۔

پھر ٹارچ کی روشنی میں انہوں نے دیکھا کہ اگر وہ اس جال کو کاٹ بھی دیتے تو اتنے گہرے گڑھے میں جا پڑتے کہ اس سے بھی نکلنا مشکل ہی ہوتا۔ اگر وہ اس جال میں کھڑے ہو جاتے تو ان کا اوپر پہنچنا بھی محال تھا کیونکہ ان کے ہاتھ فرش کی سطح تک پہنچ ہی نہ سکتے۔

"یہ بہت بُرا ہوا کیپٹن۔ اب اپنے آدمیوں کو بلایئے جو عمارت کے گرد پھیلے ہوئے ہیں۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جمی کارٹر نے یقینی طور پر دھوکہ دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ فریدی نے اس سلسلے میں دھوکا کھایا ہو۔ وہ لوگ اس سے واقف ہوں کہ فریدی ان کے تعاقب میں ہے اور انہوں نے حمید کو بھی پھانس لینے کے لئے جال بچھایا ہو۔ اس سے پہلے بھی بعض مجرموں نے دونوں کو ساتھ ہی قابو میں کر لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اب کیا ہوسکتا ہے۔ حماقت تو سرزد ہو ہی چکی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کارٹر کی گردن دبوچ لے لیکن پھر اسے صبر ہی کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ اب بغیر سوچے سمجھے کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اب چھپکلی تو سر سے اُتر ہی چکی تھی اور وہ خود پر لعنت بھیج رہا تھا۔

دفعتاً اس نے جال میں حرکت محسوس کی وہ اوپر اٹھ رہا تھا۔ اس نے ٹارچ نہیں روشن کی۔ وہ سوچ رہا تھا ہوسکتا ہے اب رہائی کی کوئی صورت نکل آئے۔ پتہ نہیں وہ کتنی بلندی تک اٹھ آئے تھے۔ ان کے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ اچانک کوئی سخت سی چیز حمید کے سر پر پڑی اور وہ چکرا گیا اور دوسری چوٹ پر تو اس کی چیخ ہی نکل گئی۔ لیکن وہ تنہا نہیں چیخا تھا۔ کارٹر کی چیخ بھی بڑی بھیانک تھی۔ پھر اُسے یاد نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا۔

مگر دوسری بار آنکھ کھلنے پر تاریکی رفع ہو چکی تھی اور کارٹر بھی اس کے قریب ہی موجود تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر اب وہ ڈاڑھی نہیں تھی جس پر حمید نے رات کافی محنت کی تھی۔

ٹکراؤ

''شاید یہ دوسرا دن ہے کیپٹن۔'' کارٹر نے کہا۔ ''مگر یہ کمرہ ہیویشام لاج کا تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ پوری عمارت میری دیکھی ہوئی ہے۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ اُسے اپنی غیر ذمہ دارانہ حرکت پر بے حد افسوس تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ ایسی زبردست غلطی تو اس سے پہلے کبھی نہیں سرزد ہوئی۔ پھر کیا وہ اس کی زندگی کی آخری غلطی تھی۔ وہ اپنی اس چھپکلی کے متعلق سوچنے لگا۔ جو اکثر اس کے سر پر سوار ہوجایا کرتی تھی۔ مگر وہ اتنا احمق بھی نہیں تھا۔ آخر اسے پچھلی رات ہوکیا گیا تھا۔ بس وہ ایک طرح کا جنون ہی تھا جو اُسے ہیویشام لاج تک لے گیا تھا۔ موت تو بس اسی طرح آتی ہے۔ لوگ بہت ہی معمولی بات پر ایک دوسرے کو چھرا مار دیتے ہیں۔ آخر کیوں؟ کیا وہ یہ نہیں سوچ سکتے کہ اتنی ذرا سی بات کی قیمت دو زندگیاں نہیں ہوسکتیں۔ ایک اتنی ہی ذرا سی بات پر چھرے کا شکار ہوجاتا ہے اور دوسرا قتل کے الزام میں پھانسی پاجاتا ہے۔ تقدیر..... ستارے..... تو گویا خود اس کے ستارے بھی اسے گھیر گھار کر موت کی طرف لے جارہے تھے۔

''اونہہ.....!'' اس نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور کارٹر کیطرف دیکھنے لگا۔

کارٹر کے چہرے پر زردی دوڑ گئی اور ہونٹ خشک ہوگئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بھی زندگی سے ناامید ہوگیا ہو۔

''پرواہ مت کرجمی کارٹر۔'' حمید زبردستی ہنس کر بولا۔ ''دیکھو تو کیا ہوتا ہے۔''

جمی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک اپاہجوں کی کرسی کمرے میں داخل ہوئی۔ کرسی پر سر شمشاد آیا۔ وہ خود ہی اس کے پہیے گھما رہا تھا اور اس کے چہرے پر بھی مردنی چھائی ہوئی تھی۔

کرسی رک گئی اور سر شمشاد نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ''تم لوگوں سے کس نے کہا تھا کہ اس معاملے میں کود پڑو۔''

''آپ کی زوجہ محترمہ نے۔'' حمید نے تلخ لہجے میں کہا۔

''اُسے بھی سزا ملے گی اور تمہیں بھی۔'' سر شمشاد نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔'' وہ بیوہ ہو جائے گی اور تم مار ڈالے جاؤ گے۔''

''مجھے حیرت ہے کہ میرے مرنے سے وہ کس طرح بیوہ ہو جائیں گی۔''

''خاموش رہو۔ میرے خدا..... میری موت کی ذمہ داری تمہیں لوگوں پر ہوگی، ارے وہ ٹویوڈا ہے۔ ٹویوڈا۔ جسے یورپ کی پولیس بھی نظر انداز کرتی ہے۔''

''ٹویوڈا.....!'' حمید نے حیرت سے کہا۔'' آپ کو کیسے علم ہوا کہ وہ ٹویوڈا ہے۔''

''وہ ٹویوڈا ہے۔ اُس نے خود ہی بتایا تھا۔ پہلے وہ مجھے خوفزدہ کر کے صرف کنگال کر دیتا مگر اب جان سے مار دے گا۔ خدا اس عورت کو غارت کرے جو منع کرنے کے باوجود بھی تمہارے پاس دوڑی گئی تھی۔''

''اوہ..... تو ٹویوڈا ہی آپ کو اُلو بنا رہا تھا۔''

''میں اُلو سے بھی بدتر کوئی چیز بن جاتا لیکن اس طرح مرنا پسند نہ کرتا۔ اوہ..... میرے پیر میں کتنی شدید تکلیف ہے۔ محض تم لوگوں کی وجہ سے میری انگلی کاٹی گئی۔ اُف فوہ..... میں کیا کروں میرے خدا۔''

''میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی پشت پر جو تحریر ملا کرتی تھی اس کا کیا مقصد تھا۔''

''مقصد! ہاں میں تمہیں مقصد بھی بتاؤں گا۔ شاید میں چھوڑ بھی دیا جاؤں لیکن تم بالکل نہیں بچو گے۔ ہرگز نہیں بچو گے۔ تمہارا گرو گھنٹال فریدی کہاں ہے۔''

''انہیں شاید ٹویوڈا نے ختم بھی کر دیا۔'' حمید مسکرا کر بولا۔

''ضرور ختم کر دیا ہوگا۔ تم مقصد پوچھ رہے ہو۔ جس دن تحریر نظر آئی تھی اس کے دوسرے ہی دن مجھے ایک خط ملا تھا جس میں تحریر تھا کہ ایک لاکھ کے کرنسی نوٹ فلاں مقام پر رکھوا دو، ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی کہ تم کب ختم کئے گئے اور کس نے ختم کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے تم اُلو ہو والی مہر تمہاری پشت پر لگائی گئی اور تمہیں علم نہ ہو سکا کہ وہ

کب اور کہاں لگائی گئی۔ لگانے والا کون ہے۔ خبردار۔ اس کی اطلاع پولیس کو نہ ہونے پائے ورنہ تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ میں ٹویوڈا ہوں۔ یورپ کی بہترین تربیت یافتہ پولیس بھی مجھ سے کانپتی ہے۔ میں نے اسے مذاق سمجھا تھا لیکن کچھ دن بعد وہی تحریر پھر میری پشت پر دیکھی گئی اور میں نے خوفزدہ ہوکر اس کے بتائے ہوئے مقام پر ایک لاکھ کے کرنسی نوٹ رکھ دیئے۔ پھر تیسرے ہی دن میری پشت پر یہ تحریر نظر آئی کہ تم اُلو نہیں ہو۔ اور میں نے اطمینان کا سانس لیا لیکن اس کے بعد ہی اس نے مجھے لکھا کہ وہ ہر ہفتہ ایک لاکھ روپیہ چاہتا ہے لیکن وہ سال دو سال یہاں قیام نہ کرے گا۔ اس لئے مجموعی رقم دس لاکھ سے زیادہ نہ ہوگی۔ میں نے اس پر بھی یہ نہیں چاہا کہ اس کی اطلاع پولیس کو ہو۔ میں جانتا ہوں کہ ٹویوڈا کس قسم کا آدمی ہے۔ اب اس نے دس لاکھ کے بجائے بیس لاکھ کا مطالبہ کیا ہے۔ میں ادا کروں گا۔ سکھ کی نیند سونے کے لئے میں کنگال بھی ہوسکتا ہوں مگر وہ تمہارے پاس دوڑی گئی اور ٹویوڈا نے میری انگلی کٹوادی۔ پھر اس کی طرف سے ایک خط بھی موصول ہوا جس میں تم دونوں کے متعلق تحریر تھا اور مجھے وارننگ دی گئی تھی کہ اگر معاملات اس سے آگے بڑھے تو میرا بھی خاتمہ ہر حال میں کردیا جائے گا۔“

سر شمشاد خاموش ہوکر اپنا زخمی پیر ٹٹولنے لگا۔

”تو گویا۔“ حمید نے کہا۔ ”تحریر کا مقصد یہ جتانا تھا کہ جس طرح یہ تحریر آپ کی پشت پر پائی جاسکتی ہے اسی طرح آپ سے روپے بھی وصول کرلئے جائیں گے۔“

”میں اب کچھ نہیں کہنا چاہتا۔“ سر شمشاد نے کہا اور اپاہجوں والی کرسی کا رخ دروازے کی طرف موڑ دیا۔ حمید پھر خاموش ہوگیا تھا۔ وہ سر شمشاد کی روانگی کا منظر دیکھتا رہا۔ لیکن اس کے چلے جانے کے بعد بھی دروازہ نہیں بند کیا گیا۔ ویسے دو آدمی ہاتھوں میں ٹامی گنیں لئے باہر موجود تھے۔

حمید سر شمشاد کی آمد کا مقصد نہ سمجھ سکا۔ ممکن ہے اُسے ٹویوڈا ہی نے بھیجا ہو، یہ جتانے کے لئے کہ سابقہ کس آدمی سے ہے۔

”کیپٹن کیا ہم کبھی یہاں سے نکل سکیں گے۔“ جمی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''اگر انہوں نے ہماری لاشیں دفن کرنا پسند نہ کیا۔'' حمید نے جواب دیا۔

''کیا کرنل آپ کی بھی خبر لیں گے۔''

''کیوں نہیں! میری تو اچھی طرح خبر لیں گے۔''

کچھ دیر خاموشی رہی پھر کارٹر نے کہا۔''ٹویوڈا آخر مجھ سے کیا چاہتا تھا۔ مگر کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ ٹویوڈا ہی ہوگا۔ میں نے اکثر یہ نام سنا ہے۔''

''وہ ٹویوڈا ہی ہے اور کرنل کئی ماہ سے اس کی تلاش میں ہیں۔'' حمید نے کہا اور مدھم سروں میں سیٹی بجانے لگا۔ اب وہ بے حد مطمئن تھا۔ اگر یہاں سر شمشاد کو نہ دیکھ لیتا تو اس کے ذہن پر موت کی پرچھائیاں ہی منڈلاتی رہتیں۔ کرنل نے پچھلی رات اس آدمی کا تعاقب کیا تھا جو سر شمشاد کو اس کی کوٹھی سے نکال لے گیا تھا۔ لہٰذا اُسے کسی طرح بھی باور نہیں کیا جاسکتا کہ فریدی اس عمارت کی طرف سے غافل ہوگا جہاں اس وقت سر شمشاد کا قیام ہے۔

ٹھیک ڈیڑھ بجے ان کے لئے کھانا آیا لیکن کھانا لانے والوں کا رویہ نہ دوستانہ تھا اور نہ دشمنوں کا سا تھا۔ ان کے انداز میں بے تعلقی بھی پائی جاتی تھی۔

دن ختم ہوا۔ رات آئی لیکن اس دوران میں کوئی ایسا واقعہ نہیں پیش آیا جو غیر معمولی ہوتا۔ کارٹر بہت زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگا تھا۔ حمید نے اُسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

کمرے کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا تھا اور باہر پہرے دار موجود تھے۔ اچانک گیارہ بجے دروازہ بند ہوگیا۔ آٹھ بجے انہیں رات کا کھانا بھی ملا تھا۔

''اب سو جاؤ جی کارٹر۔ مجھے یقین ہے کہ صبح کی چائے ہمیں نصیب نہ ہوگی۔''

''اور اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہوگی۔''

''خیر اس کا فیصلہ ہم دوسری دنیا میں بھی کرسکیں گے کہ ہم میں سے کون اس کا ذمہ دار تھا۔''

''آپ اتنے غیر سنجیدہ کیوں ہیں۔'' کارٹر نے حیرت سے کہا۔''کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بچ جائیں گے۔''

''بچیں یا نہ بچیں..... سنجیدگی سے کیا فائدہ۔''

کارٹر نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔

کچھ ہی دیر بعد حمید نے بھاری قدموں کی آوازیں سنیں اور کسی نے اس کمرے کے دروازے پر ٹھوکر ماری۔ دونوں پٹ کھل گئے۔ آنے والا فریدی ہی تھا مگر تنہا تھا۔ البتہ قدموں کی آوازیں اب بھی سنی جاسکتی تھیں۔ جو عمارت کے کسی دور افتادہ حصے سے آرہی تھیں۔

حمید اور کارٹر کھڑے ہو گئے۔ فریدی حمید کو گھور رہا تھا۔

"چلو.....!" اس نے خشک لہجے میں کہا اور دوسری طرف مڑ گیا۔ یہ راہداری سنسان پڑی تھی اور اس کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔

"یہاں سر شمشاد بھی موجود ہے۔" حمید نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"وہ باہر جا چکا ہے۔" فریدی کے لہجے میں خشونت بدستور قائم تھی۔

وہ راہداری کے اختتامی دروازے میں داخل ہوئے۔ اب وہ بڑے کمرے میں تھے۔ فرنیچر سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے ہال ہی کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے سامنے کا دروازہ بند ہو گیا۔ فریدی راہداری والے دروازے کی طرف پلٹا لیکن وہ شائد اسی وقت بہ آہستگی بند ہو گیا تھا جب وہ ہال میں داخل ہوئے تھے۔ جمی نے آگے بڑھ کر اس دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اچھل کر کئی گز دور جا گرا۔

"الیکٹرک شاک۔" وہ چیخا اور اپنے کپڑے نوچنے لگا۔ فریدی جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا۔ پھر ان دونوں نے اس کے جسم سے بجلی کا اثر زائل کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ اس کے اعصاب اس دھچکے سے زیادہ متاثر نہیں ہوئے تھے اس لئے وہ جلد ہی اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت کمرے میں ایک آواز گونجی "جمی کارٹر.....شروع ہو جاؤ۔"

کارٹر کے ہونٹ کھلے اور جسم اس پوزیشن میں آ گیا جیسے وہ شدید قسم کے پتھراؤ سے خود کو بچانا چاہتا ہو۔ پھر وہ چیخنے لگا۔ "میرا نام جمی کارٹر ہے..... میں گدھا ہوں مجھے ایک گدھی نے جنا تھا.....اور.....اور.....مم.....میرا.....!"

"شٹ اپ.....!" فریدی گرجا اور وہ سہم کر خاموش ہو گیا۔

اب کمرے کی فضا میں ایک وحشیانہ سا قہقہہ گونجا اور کسی نے کہا۔ ''کرنل فریدی تمہیں بھی یہی الفاظ دہرانے پڑیں گے اور کیپٹن حمید تم بھی تیار ہو جاؤ۔''

''تمہارا نام ٹویوڈا ہے۔'' حمید نے کہا۔ ''تم گدھے ہو..... لیکن حیرت ہے کہ تمہیں کتیا نے جنا تھا اور تمہارا باپ گیدڑ تھا۔''

''اچھا..... میں آ رہا ہوں۔'' آواز آئی۔ ''تم مطمئن رہو۔ تمہارے وہ سارے آدمی بھی تمہاری ہی طرح چوہے دان میں پھنس گئے ہیں جو اس عمارت میں داخل ہوئے تھے۔''

''یہ سارے دروازے لوہے کے معلوم ہوتے ہیں۔'' جمی کارٹر مردہ سی آواز میں بولا۔

دوسرے ہی لمحے میں ایک دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش جس کا چہرہ بھی نقاب میں پوشیدہ تھا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں چمڑے کا چابک تھا اور بائیں ہاتھ میں ٹارچ قسم کی کوئی چیز تھی۔

فریدی نے ریوالور نکال لیا لیکن نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔ ''بے کار ہے۔ کرنل میں ٹویوڈا ہوں۔ مجھ جیسے آدمی سے کبھی سابقہ نہ پڑا ہوگا۔ میرے سارے جسم پر بلٹ پروف موجود ہیں۔ تم شوق سے اپنے کارتوس ضائع کرو۔ مجھے ذرہ برابر بھی افسوس نہ ہوگا۔ لیکن ٹھہرو۔''

دوسرے ہی لمحے میں اس کے بائیں ہاتھ والی ٹارچ سے بجلی کی ایک لہر سی نکل کر فریدی کے ریوالور پر پڑی اور ریوالور اچھل کر دور جا گرا۔ فریدی بڑی تیزی سے اپنی ہتھیلیاں رگڑنے لگا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھوں میں تکلیف کے آثار تھے۔

نقاب پوش نے قہقہہ لگایا اور حمید دانت پیستا ہوا اس پر ٹوٹ پڑا۔ ٹارچ سے پھر ویسی چمک دار لہر نکلی اور حمید زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

''میرا باپ گیدڑ تھا..... کیوں:'' نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔ فریدی اُسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے کوئی شکاری کتا اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے تیاری کر رہا ہو اور جمی کارٹر بُری طرح کانپ رہا تھا۔

''تم خاموش کیوں کھڑے ہو کارٹر۔'' نقاب پوش دہاڑا اور ساتھ ہی اس کے چابک نے

بھی سپاٹا بھرا۔ جمی کارٹر نے اس کی زد سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے اُلو اور گدھے والی بکواس شروع کردی۔ چابک فضا میں چکراتا رہا۔

"تم بھی شروع ہو جاؤ کرنل۔" ٹویوڈا نے گویا اپنی موت کو دعوت دی اس نے فریدی کی طرف بھی چابک لہرایا تھا۔ فریدی نے اس سے بچنے کے لئے ایک طرف چھلانگ لگائی اور ٹویوڈا ہنس کر بولا۔ "یہ ایشیا کا سب سے چالاک آدمی ہے.....اور.....!"

فریدی بالکل خاموش تھا لیکن چابک کی طرف سے اتنا لاپرواہ نظر آرہا تھا جیسے اگر وہ اس کے لگ بھی گیا تو وہ اُسے چھیڑ چھاڑ سے زیادہ اہمیت نہ دے گا۔

"تم بھی یہی الفاظ دہراؤ۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ جو تمہارے ساتھی کا ہوا ہے۔"

دفعتاً فریدی اتنے زور سے دھاڑا کہ ٹویوڈا کا گردش کرتا ہوا ہاتھ بہک گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کا چابک فریدی کی گرفت میں تھا اور پھر اس نے اتنی پھرتی سے آگے بڑھ کر اُسے جھٹکا دیا کہ ٹویوڈا کے جسم کے گرد چابک لپٹ گیا۔ دوسرا جھٹکا اُسے زمین پر لے آیا۔ پھر اُسے اپنا وہ حربہ بھی استعمال کرنے کی مہلت نہ مل سکی جو اس کے بائیں ہاتھ میں تھا۔

فریدی اس پر سوار ہوگیا۔ حمید اسی طرح تڑپ رہا تھا۔ جمی بھاگ کر کھلے ہوئے دروازے کی طرف چلا گیا۔ فریدی ٹویوڈا کو فرش پر رگڑ رہا تھا۔

"اس کے ساتھی آگئے۔" دفعتاً جمی کارٹر چیخا۔ بس پھر ایک ہی پل کے لئے فریدی کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی کہ ٹویوڈا کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے نیچے سے نکل گیا۔ اس نے دروازے میں چھلانگ لگائی تھی۔ جمی کارٹر ایک طرف گرا اور وہ اُسے روندتا ہوا باہر نکل گیا۔ فریدی ریوالور اٹھا کر اس کے پیچھے جھپٹا۔ اس کے دو تین ساتھی باہر راہداری میں موجود تھے۔ انہوں نے ٹویوڈا کو اس طرح بھاگتے دیکھا تو بوکھلا گئے۔ ادھر فریدی نے دو تین فائر کردیئے۔ دو آدمی چیخ کر گرے۔

"جمی.....حمید کو دیکھو۔" فریدی نے کہا اور ان کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔

جمی فرش سے اٹھا۔ اس کے سینے پر چوٹ آئی تھی کیونکہ ٹویوڈا کا پیر اس کے سینے ہی پر

پڑا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس برقی لہر کا اثر وقتی ہوتا ہے کیونکہ ایک بار خود اُسے بھی اس کا تجربہ ہو چکا تھا۔ حمید کی حالت جلد ہی اعتدال پر آ گئی۔ وہ اس کمرے سے باہر نکلا۔ ساری عمارت سنسان پڑی ہوئی تھی۔ جمی سے اسے جو حالات معلوم ہوئے تھے انہیں مدنظر رکھتے ہوئے اس نے اندازہ لگایا کہ فریدی کو ان لوگوں کو آزاد کرانے کا موقع نہ ملا ہوگا جنہیں ٹویوڈا نے قید کرلیا تھا۔ پتہ نہیں وہ فریدی کی بلیک فورس کے آدمی تھے یا محکمے کے سادہ لباس والے۔ کچھ دیر تک ادھر اُدھر بھٹکنے کے بعد وہ دونوں اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں آٹھ سادہ لباس والے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

تقریباً تین بجے وہ گھر پر فریدی کا انتظار کر رہا تھا۔ مصنوعی برقی رو کا اثر ابھی کلی طور پر اس کے سسٹم سے زائل نہیں ہوا تھا۔ تقریباً ساڑھے تین بجے فریدی غصے میں بھرا ہوا واپس آیا اور آتے ہی حمید پر برس پڑا۔

''دیکھا لیا حماقت اور جلد بازی کا نتیجہ.....وہ نکل گیا۔''

''مم.....میں.....میں معافی چاہتا ہوں۔'' حمید کان پکڑ کر گڑگڑایا۔ ''واقعی اس سے بڑی حماقت مجھ سے آج تک نہیں سرزد ہوئی۔ میں پاگل ہو گیا تھا۔''

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ غصے میں بھرا ہوا ٹہل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ غرایا۔ ''پانی'' اور حمید خود ہی بگٹٹ بھاگتا ہوا پانی لینے چلا گیا اور پھر واپسی پر جب وہ پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھا رہا تھا فریدی بے ساختہ ہنس پڑا۔ حمید کی شکل ہی ایسی نکل آئی تھی کسی غمزدہ لومڑی کی سی۔

''ارے تو یہ صورت پر پھٹکار کیوں برس رہی ہے۔'' اس نے کہا۔

''پرواہ نہ کیجئے۔ اگر اس وقت پھٹے پرانے جوتے بھی برسیں تو مجھے غم نہ ہوگا۔''

فریدی گلاس خالی کر کے صوفے میں گر گیا اور جیب سے سگار نکال کر اس کا گوشہ توڑنے لگا۔ پھر حمید سے بولا۔ ''اب بکو کہ یہ سب کیسے ہوا تھا۔''

حمید نے ہکلا ہکلا کر بدقت تمام ساری روداد دہرائی اور فریدی نے کہا ”حالانکہ نصیر کو تم نے منع کر دیا تھا لیکن اس نے فون پر مجھے بتایا کہ ان لوگوں نے کوئی یوریشین چور پکڑا تھا جسے تم میک اپ کر کے اپنے ساتھ لے گئے ہو۔ میں اپنا کام دوسروں کے سپرد کر کے یہاں واپس آیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ جمی ہی ہوگا لیکن محض خیال سے کیا ہوتا ہے۔ مجھے اسے ثابت کرنے کے لئے کافی وقت برباد کرنا پڑا۔ اس کمرے میں انگلیوں کے نشانات تلاش کرنے پڑے جس میں نصیر وغیرہ نے اسے بند کیا تھا۔ ریکارڈ روم سے جمی کارٹر کا ریکارڈ نکلوایا۔ نشانات ملائے۔ تب یقین ہوا کہ وہ جمی کارٹر تھا۔ ٹویوڈا کے آدمی سر شمشاد کو ثروت منزل میں لے گئے تھے لیکن میں اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ ٹویوڈا ابھی ثروت منزل میں موجود ہے یا نہیں۔ بہر حال تم سے ثروت منزل میں بھی ایک حماقت سرزد ہوئی تھی۔ تمہارے پاس سر شمشاد کو اسی لئے بھیجا گیا تھا کہ ٹویوڈا حالات کا اندازہ کر سکے۔ جمی سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے سر شمشاد سے گفتگو کرنے کے بعد گنگنانا اور سیٹیاں بجانا شروع کر دیا تھا۔ گویا تم مطمئن ہو گئے تھے۔ اسی سے ٹویوڈا نے اندازہ لگایا کہ وہ پچھلی رات سر شمشاد کے معاملے میں دھوکا کھا گیا تھا اور میں اسی کی راہ پر لگ گیا ہوں۔ اس لئے وہ ہوشیار ہو گیا۔ میں اس چکر میں تھا کہ وہ میرے متعلق دھوکے میں رہے۔ لیکن وہ تمہاری گرفتاری کے بعد سے ہوشیار ہو گیا تھا۔ میرے آدمیوں کو یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ تم کب اور کس طرح ہیوپشام لاج سے ثروت منزل پہنچائے گئے تھے۔ بس پھر جب رات کو وہاں چھاپہ مارا تو میدان صاف تھا۔ سر شمشاد کے علاوہ اور کوئی نہ ملا۔ اُسے تو فوراً ہی باہر بھجوا دیا کیونکہ اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ اس کے بعد پھر ان لوگوں کی تلاش شروع ہوئی۔ ایک کمرے میں غیر متوقع طور پر تم دونوں ملے اور پھر اس کے بعد خود تم نے بھی اپنی حماقتوں کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔“

حمید صرف ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

فریدی نے سگار کا ایک طویل کش لے کر کہا۔ ”ٹویوڈا نے ان آٹھوں الوؤں سے کئی لاکھ روپے وصول کئے ہیں اور آئندہ بھی وصول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کا طریق کار ایسا

ہی عجیب وغریب ہوتا ہے۔ اب یہی آٹھوں اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکے ہوں گے کہ ٹویوڈا جس وقت چاہے انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے کیونکہ جس جگہ وہ ''تم اُلو ہو'' کی مہر لگاتا ہے اسی جگہ خنجر بھی پیوست کرسکتا ہے۔ نہ انہیں اس کا علم ہوتا تھا کہ مہر کب لگی اور نہ ان کے خیال کے مطابق اس کا علم ہوسکتا کہ کب حملہ ہوگیا۔ اس طرح خوفزدہ کر کے وہ سرمایہ داروں سے بہت رقمیں اینٹھتا ہے۔''

''مگر جمی کارٹر کا معاملہ۔ آخر اس کا کیا مقصد ہوسکتا ہے۔''

''اوہ..... کچھ بھی نہیں۔ وہ اسی طرح کام کے آدمیوں کو اپنا غلام بناتا ہے۔ وہ دراصل کارٹر کو یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے سامنے ہمیشہ بے بس رہے گا۔ اس کے اشاروں پر ناچتا رہے گا۔ لہٰذا کیوں نہ وہ ایک کتے کی طرح اس کا وفادار ہی ہوجائے۔ وہ اسی طرح لوگوں کو اپنا غلام بناتا ہے۔ اس کے کام کرنے کے طریقے سائنٹیفک ہوتے ہیں۔ وہ ایک ماہر نفسیات بھی ہے۔ لیکن وہ خواہ مخواہ پولیس سے الجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے کہ اگر جمی کارٹر کٹی تم اور ٹونی یکجا نہ ہوتے تو اس ہنگامے کی نوبت نہ آتی۔ وہ بڑی احتیاط سے اپنے اُلو سیدھا کر کے یہاں سے کھسک جانے کی کوشش کرتا مگر اب.....!''

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور فریدی نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ ''ہیلو لیس اٹ از فریدی..... اوہ..... اچھا..... ہاں..... ہاں.....!''

اور پھر فریدی بیساختہ ہنس پڑا۔ سلسلہ منقطع کر کے بھی ہنستا ہی رہا۔

''کیوں؟ کون تھا۔'' حمید نے پوچھا۔

''ٹویوڈا۔''

''نہیں۔''

''ہاں..... اس نے کہا ہے کہ اب وہ مجھے قتل کئے بغیر یہاں سے واپس نہیں جائے گا۔''

حمید سناٹے میں آگیا اور فریدی انگڑائی لیتا ہوا بولا۔ ''نیند آرہی ہے یار..... جاؤ تم بھی سوجاؤ۔''

تمام شد